Vol. II
No. 14

Monday,
6th September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	PAGE
L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954— 2nd reading concluded	655–698
L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and Pressing Factories (Hyderabad Amendment) Bill, 1954— 1st reading not concluded	698–706
Announcements by the Chair	707

Note.—*at the commencement of the speech denotes confirmation not received.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1955

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Monday, the 6th September, 1954

The House met at Half Past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

QUESTIONS AND ANSWERS

(*See Part I*)

L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954.

श्री. माधवराव घोनसीकर (अुदगीर-जनरल):—अध्यक्ष महोदय, जेलखाने के संबंध में जो मसविदा हाअुस के सामने पेश हुआ है अुसके बारे में अुस तरफ के आनरेबल मेंबरों ने जो अेतराजात पेश किये हैं अुनसे वास्तव में अैसा मालूम होता है कि अुन्होंनें अिस मसविदे को अच्छी तरह से नहीं पढा है। अिन्सानियत के नाम पर गुनहगारों को सहूलतें मुहैया करके वे मेंहमानदारी

[Shri Anna Rao Ganmukhi (Chairman) in the Chair]

पैदा करना चाहते हैं । न मालूम आनेवाले जमाने को वे किस तरफ ले जाना चाहते हैं। अिस मसविदे को पूरी तरह पढने के बाद मालूम होगा कि अिन्सानियत के खिलाफ से दूर कैदियों के साथ कोअी सुलूक किया जायेगा अैसी कोअी बात अिसके अंदर नमूद नहीं की गअी है। अलबत्ता अेक चीज है जो ताजियाने की सजा के संबंध में कही जा सकती है। लेकिन अुसके बारे में अिधर के मेंबरों ने भी अेतराज किया है और गवर्नमेंट से अिस्तदुआ की है कि अुसको अिसमें से हजफ किया जाय। में भी अेक जमाने में परभनी जेल के अंदर रह चुका हूं। वहां मैंने अनुभव किया है कि अेक कैदी को १२ ताजियाने की सजा दी गअी थी। दूसरे दिन चार बजे अुसको ताजियाने मारे जानेवाले थे। अुसने पहले वहां के तमाम अफसरों और लोगों से यह दरखास्त की थी कि मुझे दो साल की सजा दीजिये लेकिन यह ताजियाने न मारे जायें। अिससे मालूम होता है कि अिस सजा से अिन्सान कितना घबरा जाता है। १९२७ में सत्याग्रह के सिलसिले में कुछ सियासी कैदियों को भी ताजियाने लगाते वक्त मैंने खुद अपनी आंखों से देखा है। जिसको ताजियाने मारे जाते थे वह दो बेत खाते ही होश में नहीं रहता था। तीन कैदियों को जिनमें से मैं भी अेक था, मैंने देखा कि बेत मारते ही वे बेहोश हो जाते थे। मैं मून्हर आफ दि बिल से कहूंगा कि अिस सजा को अिसके अंदर से निकाल दिया जाय। मुमकिन है कि मून्हर आफ दि बिल अिस पर गौर करेंगे और अिसको निकाल देंगे। अिसके सिवा जो अेतराज अपोजिशन की तरफ से अुठाये गये हैं मैं समझता हूं कि वे महज अेतराज के लिये अेतराज हैं। अेक सदस्य ने तो मजाक की बात कही। जेल के अंदर जो लोग कानून की खिलाफ वर्जी करते हैं अुनके लिये यहां सजाअें रखी गअी हैं। अिस सिलसिले में वहां के कैदियों को जो सजाअें देनेवाले हैं वे वहीं के ओहदेदार होते हैं जो जुल्म करते हैं। अुन्हीं के हाथ में ये अधिकार दिये जायें तो वे गजब

जायेंगे। आनरेबल मेंबरने सुझाया कि अिसके लिये वहीं के कैदियों की अेक पंचायत मुकर्रर की जाय और अुसके सुपुर्द अधिकार किये जायें कि कौनसी सजा किस वक्त दी जानी चाहिये। यह तो अेक मजाक सा हो गया। अिसका मतलब यह होगा कि कैदखाने में किसी की निगरानी की जरूरत नहीं है, ओहदेदारों की जरूरत नहीं है, रूल्स की जरूरत नहीं है और डिसिप्लिन की भी जरूरत नहीं है। जो लोग जुर्म करके पहले से वहां जाकर बैठे हैं अैसे लोगों के हाथ में सजा का तसफिया करने के अधिकार दिये जायें तो वे अपने दोस्तों के साथ किस तरह का अिन्साफ करेंगे अिसको सोंचा जा सकता है और अिस तरह से अुनके हाथ में अधिकार देना भी किस तरह वाजवी हो सकता है, यह भी अेक सवाल है। गनीमत समझना चाहिये कि जो लोग बाहर रहकर चौरी करते हैं वे पकडे जाने पर अुनको भी सजा देने के लिये यह नहीं सुझाया गया कि जितने अैसे लोग चोरी या डकैती करनेवाले बाहर के हैं अुनकी अेक पंचायत मुकर्रर की जाय और अुनके सामने अैसी चीजें फैसले के लिये रखी जायें। जहां तक कैदियों को अिन्सान बनाने का सवाल है वहां तक हम दोनों तरफ के मेंबरान मुत्तफिक हैं, लेकिन जो शख्स समाज में अेक नागरिक की हैसियत से न रहते हुअे समाज को दरहम-बरहम कर देता है अुसको अिनसान बनाने के लिये सीधा बनाना जरूरी हो जाता है और जिस हद तक अुसका गुनाह है अुस हद तक अुसको सजा भी देना लाजमी हो जाता है। अिन्सान के नाते अुसके साथ भी सुलूक करना चाहिये यह सही है। लेकिन जो अिन्सानियत से बहुत नीचे गिर गया है और अिन्सानियत की पर्वाह भी नहीं करता, अुसको सीधे रास्ते पर लाने के लिये साम, दाम, दंड और बेत का अुपयोग करना जरूरी हो जाता है। अिसलिये जेल की डिसिप्लिन की खिलाफवर्जी करनेवालों के लिये जो सजाअें यहां रखी गअी हैं वह तो बहुत ही सहूलत की सजाअें रखी गअी हैं अैसा में समझता हूं। ताजियाने की अेक ही अैसी सक्त सजा है जिसको हम दोनों तरफ के लोग निकालने की कोशिश करेंगे। लेकिन जेल के अंदर हमें किसी हालत में डिसिप्लिन रखना चाहिये और जो लोग अुनकी खिलाफवर्जी करेंगे अुनको ये सजाअें भुगतनी पडेंगी। और अुनको अिन्सान बनकर बाहर आना चाहिये। अिन चंद अल्फाज के साथ में अपनी तकरीर खतम करता हूं।

شری آروٹلہ - رامچندرا ریڈی (رامائن پیٹھ) :— مسٹر اسپیکر سر میں پرزنس بل کے بارے میں تلنگی زبان میں بولنا چاھتا تھا لیکن ایوان کے بعض ارکان خاص طور پر ممبر انچارج آف دی بل میری زبان کو نہیں جانتے اس لئے میں اردو زبان میں بولوں گا - میں پہلی مرتبہ اسمبلی فلور پر اردو میں بول رھا ھوں اس لئے زبان کو نہ دیکھیں بلکہ میرے خیالات پر غور فرمائیں - اس پرزنس بل کو پیش کرتے ھوئے ممبر انچارج آف دی بل نے اس کی بہت تعریف کی اور ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک بہت پروگریسیو بل ھے اور اس سے قیدیوں کو بہت سی سہولتیں ملنے والی ھیں - مگر یہ بل فی الحقیقت ایسا نہیں ھے - اس بل پر تائید اور مخالفت میں کہتے ھوئے ٹریژری بنچس اور اپوزیشن پارٹیز کی طرف سے آنریبل ممبرس نے اپنی رائے کا اظہار کیا ھے - لیکن میں سب سے پہلے ممبر انچارج آف دی بل سے پوچھنا چاھتا ھوں کہ اس بل کی تیاری کے وقت وہ کونسی بنیادیں تھیں جو ان کے سامنے تھیں - ان کا نقطہ نظر کیا تھا - آیا یہ ایک اوریجنل بل ھے یا پہلے سے جو بل تھا اس کی ھو بہو لفظ بلفظ نقل کرکے اس کو ایوان کے سامنے رکھا گیا ھے - میں سمجھتا ھوں کہ یہ سنٹرل پرزنس ایکٹ کی پوری پوری نقل ھے - یہ سنٹرل ایکٹ ھمارے باپ دادا کے زمانے کا ھے -

یہ اوس وقت کا ہے جب کہ گورے حکمرانوں کی حکوست تھی - یہ بل مٹھی بھر سامراجیوں نے ہماری جنگ آزادی کی تحریک کودبانے کے لئے بنایا تھا - انگریزوں کے جوتے چاٹنے والے غلامی ذہنیت رکھنے والوں سے تیار کردہ بل کو پیش کرکے ہمارے ممبرانچارج آف دی بل بڑی شان اور فخر کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پروگریسیو بل ہے۔ میں اس کے خلاف کئی گھنٹے تک کہہ سکتا ہوں لیکن اب زیادہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے اس بل میں جو اہم کلازس ہیں ان پر ہی کچھ کہوں گا۔ اس میں کل ۶۱ کلازس ہیں لیکن ایک کلاز بھی مجھے ایسا نظر نہیں آیا جس سے جیل کے قیدیوں کو سہولتیں بہم پہنچتی ہوں - اس بل کو پیش کرکے ممبر انچارج آف دی بل ممبرس کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن اس ایوان میں کم ازکم ۶۰ - ۷۰ فیصد ایسے ممبرس ہیں جو گذشتہ جنگ آزادی میں حصہ لیکر جیل کی ہوا کھا چکے ہیں۔ایسے لوگوں کو ممبر انچارج آف دی بل دھوکہ نہیں دے سکتے - میں سمجھتا ہوں کہ رضاکار پیریڈ میں ٹریژری بنچس کے ممبرس بھی جیل میں گئے۔ انہیں اوس زمانہ میں جیل کی سختیوں کا تجربہ ہوا ہوگا جیل کے ظلم کے خلاف انہوں نے بھوک ہڑتال کی ہوگی - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان سختیوں کے خلاف کانگریس کے پریسیڈنٹ سوامی رامانند تیرتھ نے ایک ۳۲ نکاتی میمورنڈم حکومت کو پیش کیا تھا - اگر ممبر انچارج آف دی بل نے اب تک اس کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو کم ازکم اب مطالعہ کریں اور اون مطالبات کا لحاظ کریں - کیوں کہ اس بل میں غلامانہ ذہنیت نظر آتی ہے۔ آپ نے اقتدار کی کرسی حاصل کرنے سے پہلے جمہوریت کا دعوی کرتے ہوئے جیلوں میں کیا کہا تھا اس کو نہ بھلائیے - ورنہ آپ اور ہم جیلوں میں جاکر اس بل کو قیدیوں کے سامنے رکھیں گے اور ان کی رائے حاصل کریں گے - میں نہیں سمجھتا کہ آپ ۲۰ فیصد قیدیوں کو بھی اس بل سے کنونس (Convince) کرسکیں گے - میرا دعوی ہے کہ اس سے کوئی نئی سہولتیں نہیں پہنچ رہی ہیں - میں اس وقت ایوان میں جو کچھ عرض کررہا ہوں وہ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں - میں ایسا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں - بلکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ گذشتہ ۱۵ سالہ سیاسی زندگی جس میں سے ساڑھے تین سال جیل میں گزرے ہیں اس کا تجربہ ہے۔ اعلحضرت بندگانعالی کے دور میں جب نواب چھتاری کی حکوست تھی میں جیل کا مزہ چکھا ہوں - ملٹری گورنر کی حکومت میں کانسنٹریشن کیمپ (Concentration camp) کی کیسی زندگی ہوتی تھی اس کا بھی مزہ مجھے معلوم ہے۔ ولوڈی حکومت میں جب کہ کانگریس کے چار وزراء تھے اس وقت کی جیل کا بھی تجربہ رکھتا ہوں - آج کل کے جمہوری جلیوں میں کیا کیا سختیاں کی جاتی ہیں میں اس سے بخوبی واقف ہوں - اس لئے اس اسمبلی کے فلور سے بولتے ہوئے میں آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کی توجہ میں بعض چیزیں خاص طور پر لانا چاہتا ہوں - میں کہوں گا کہ سر سالار جنگ کے دور سے آجتک جتنے جیل مینویل (Jail Manual) اب تک بنائے گئے ہیں ان کو دیکھئیے - رضاکار دور میں جو جیل مینول تھا اس کو دیکھئیے - اس کے لحاظ سے بھی مہینے میں زیر دریافت قیدی کو چار مرتبہ ملاقات کا موقع دیا جاتا تھا اور سزا یاب کو بھی ایک مرتبہ ملاقات کا موقع دیا جاتا تھا۔

نواب چھتاری کے زمانہ میں لائق علی حکومت کے زمانہ میں رضاکاروں کے دور میں بھی ایسی پابندی سختیاں نہیں تھی - اس وقت کے جیل مینویل پر اس کو چھوڑ دیا گیا تھا - جیل رولس کون بناتے ھیں - مسٹر بھونانی یا انکی جگہ میں جو کوئی عہدہ دار آتے تو تیار کر کے جب اس کو راج پرمکھ کے پاس بھیجتے ھیں تو دستخط ھو کر آتی ھے - اس لئے اس بل میں مہینے میں کتنی مرتبہ ملاقات ھوسکتی ھے اس کا رکھا جانا نہایت ضروری ھے - ابھی جیسا کہ میں نے عرض کیا جب میں نواب چھتاری یا لائق علی کے زمانہ میں بھی ساڑھے تین سال جیل میں تھا تو اوس وقت بھی ایسی کوئی پابندی نہ تھی - اب یہ حال ھے کہ کوئی مجرم اپنے عزیزوں اور قرابتداروں سے ڈفنس (Defence) کے سلسلہ میں بھی ملاقات کرنا چاھتا ھے تو ھوم منسٹر صاحب کو درخواست دینی پڑتی ھے ھوم منسٹر صاحب کبھی اجازت دیتے ھیں اور کبھی نہیں دیتے - اوس زمانہ میں انڈر ٹرائیل (Under-trial) قیدی سے ھفتہ میں چار مرتبہ ملاقات کرنے کی اجازت تھی - اب اس بل کے لحاظ سے سی - آئی - ڈی آفیسر کی موجودگی میں ملاقات کرنا پڑیگا - جو انڈر ٹرائیل قیدی ھوتے ھیں انہیں اپنے مقدموں کی پیروی اور شہادت کے بارے میں جو کچھ باتیں معلوم کرنی ھوں وہ آزادی سے معلوم نہیں کرسکتے - آج کے حکمران جانتے ھیں کہ جب وہ رضاکار زمانہ میں جیلوں میں تھے تو اون سے ان کی مائیں ، بہنیں ، بیویاں ملاقات کرسکتی تھیں - کیا اس وقت بھی انکے سامنے سی - آئی - ڈی آفیسر رھتا تھا - لیکن اس بل کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان ایک آھنی پردہ رھتا ھے - میں آج ٹریژری بنچز پر بیٹھنے والوں سے پوچھنا چاھتا ھوں کہ جب ان سے ان کی بیویاں - مائیں - بہنیں ملنے آتی تھیں تو کیا اوس وقت بھی آھنی پردہ رھا کرتا تھا - اس طرح آج جمہوریت کا دعوی کرنے کے باوجود بھی ایک غلامانہ ذھنیت سے اس طرح کام کیا جاتا ھے جس طرح کی رضاکار حکومت بھی جرائت نہیں کرسکتی تھی جس چیز کے خلاف اوس زمانے میں آپ ھی نے جدو جہد کی بھی آج جمہوری حکومت آنے کے بعد اسی چیز کو رائج کیا جا رھا ھے - اس بل کے تحت قیدی کے ھاتھوں میں ھتکڑیاں اور پاؤں میں اڑدنڈے ڈالے جا سکتے ھیں - وقت واحد میں دو سزائیں دی جا سکتی ھیں جس کے بعد قیدی دو قدم بھی نہیں چل سکتا - میں بیڑ میں بھونانی جیل میں اس طرح تین مہینے رھا ھوں - پھر تنہائی کی سزا بھی دی جاتی ھے - اس وقت آنریبل ممبر لکشمی نرسمھوان ریڈی اور شری گروا ریڈی بھی وھاں تھے ان سے بات کرنے کی تک اجازت نہیں دی جاتی تھی - اس بل میں گورے حکمرانوں کے بنائے ھوئے قوانین کی طرح ٹکٹکی کی سزا بھی رکھی جاتی ھے - ایک آنریبل ممبر جو اوس سائیڈ کے ھیں اور غالباً انہیں اس سزا کا تجربہ ھے انہوں نے اس کو اڑانے کے لئے کہا - رضاکار زمانہ میں پوشیا نامی ایک قیدی کو ٹکٹکی کی سزا دی گئی تھی جس کی تکلیف سے وہ مر گیا تھا اس پرسوامی رامانند تیرتھ اور ان کے ساتھ اسوقت اس محبس میں رھنے والے ۱۰۰ ساتھیوں نے حکومت کے اس عمل کے خلاف ھڑتال کی تھی اور میمورنڈم پیش کیا تھا - آج وھی پارٹی کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد قانون میں اسی قسم کی سزاؤں کی تجویز کرتی ھے - اگر یہ عمل رھے تو ایوان اس کو ھرگز قبول نہ کریگا - عوام اس کو ھرگز قبول نہ کریں گے -

اس بل کے تحت سنگل گنج - ڈبل گنج - سالیٹری سیل (Solitary cell) کی سزائیں بھی رکھی گئی ہیں - سنٹرل جیل یہاں زیادہ دور نہیں ہے وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں - ڈبل گنج میں اس بات کا تک پتہ نہیں چلتا کہ سورج کب طلوع ہوا اور کب غروب ہوا - اسی میں کھانا کھانا - اسی میں سونا - اسی میں پاخانہ کرنا - اسی میں پیشاب کرنا - میں اس قسم کے گنج میں دو سال زندگی گذارا ہوں -

ہمارے باپ دادا کے زمانہ سے حیدرآباد کی حکومت نے آج تک کبھی پینل ڈائیٹ (Penal diet) کی سزا نہیں دی تھی - لیکن اس سزا کو مسٹر بھونانی سندھ جیل سے اپنے ساتھ لائے ہیں - اس کے تحت چار دن تک مہتمم جیل اپنی خاص غذا قیدی کو دے سکتا ہے جس میں کیا کیا شریک ہوتا ہے کسی کو علم نہیں ہوتا - محض ڈسپلن کے خلاف چلنے کا عذر لنگ کرکے قیدی کو یہ سزا دی جاتی ہے۔

ایک اور سزا کمبل اور تھیلوں کا بنایا ہوا لباس قیدی کو پہنانا ہے جو اس بل میں رکھا گیا ہے۔ روئی کے کپڑوں کی بجائے کمبل اور تھیلے کا لباس - یہ کس قدر تکلیف دہ سزا ہے - اس ۶۱ کلازس کے بل میں میں نے یہ کہیں نہیں دیکھا کہ جیل کے معاملوں سے متعلق آفیشیلس اور نان آفیشیلس کی کوئی کمیٹی رکھنے کی گنجائش رکھی گئی ہے - حیدرآباد اسٹیٹ میں ۱۷ - ۱۸ جیل ہیں - ہر جیل کے لئے آفیشیلس اور نان آفیشیلس کی ایک اڈوائیزری کمیٹی ہوتی ہے لیکن اس میں کہیں بھی اپوزیشن پارٹی کے ۷۰ - ۷۷ ممبرس میں سے کسی کو بھی نہیں لیا گیا - میں امید کر رہا تھا کہ جب اس بارے میں علحدہ بل ھی آرہا ہے تو اس میں اس کی گنجائش رہے گی - لیکن یہاں کچھ بھی نہیں ہے - ہمارے متصلہ صوبجات مدراس ، آندھرا میں اس کی گنجائش ہے - اور وہاں جس کانسٹی ٹیونسی میں جیل ہوتی ہے اس کانسٹی ٹیونسی کے رکن جس وقت چاہیں اس جیل کا معائنہ کرسکتے ہیں - اور جیل کے مشکلات کو حکومت کے سامنے پیش کرسکتے ہیں اس کو بھی آنریبل ممبر انچارج آف دی بل نے یہاں ملحوظ نہیں رکھا ہے.....

مسٹر چیرمن :- کلاز (۲۰) میں رول میکنگ پاور کے تحت یہ چیز آتی ہے -

شری اے - راچندرا ریڈی :- یہ پاور تو ہے لیکن رولس ایسے بنائے جاتے ہیں جو کسی طرح مناسب نہیں ہوتے - اس میں لکشمی نواس گنیروال پنالال پٹی جو عوام کے نمائندے نہیں ہیں رکھے جاتے ہیں - حالانکہ لکشمی نواس گنیروال جس کانسٹی ٹیونسی رامائن پیٹھ سے منتخب ہوکر آئے تھے وہاں سے ہٹادئے گئے لیکن کمیٹی میں ان کی رکنیت برقرار ہے حالانکہ ان کی جگہ جو رکن منتخب ہوکر آئے ہیں انہیں کمیٹی میں لیا جانا چاہئے تھا - رولس اس طرح کے بنتے ہیں کہ اس میں من مانے اپنے سر ہلانے والے و گانے والوں کو اپنے پٹھووں کو کمیٹی میں لینے کی گنجائش رہے - اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ بل ھی میں اس کا تذکرہ کرکے واضح کردیا جانا ضروری ہے -

قیدیوں کو جو غذا دی جاتی ہے اس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ وہ غذا

انتہائی ناقص ہوتی ہے - جیل مینول کے لحاظ سےانہیں جو راشن ملنا چاہئیے وہ نہیں ملتا قریب قریب آدھا راشن ہڑپ کرلیا جاتا ہے - میں بتلا سکتا ہوں کہ اس میں کون کون حصہ دار ہوتے ہیں لیکن یہ فلور آف دی ہاؤس پر بولنے کی باتیں نہیں ہیں - چاول - نمک - مرچ - تیل یہ سب مار لیا جاتا ہے - اور جو چیزیں بچ رہتی ہیں ان سے ناقص روٹیاں پکا کر دی جاتی ہیں -

جیل میں جو باغیچیے ہوتے ہیں وہاں قیمتی ترکاری آلو- اروی - گوبھی - پیدا کی جاتی ہے - لیکن یہ جاتی کہاں ہے؟ جیل سپرنٹنڈنٹ یا جیل آفیسرس کے مکانوں میں - اور قیدیوں کو گوبھی کے پتے کھلائے جاتے ہیں - میں یہ سب باتیں اپنے تجربہ کے لحاظ سے بول رہا ہوں - اور مختلف جیلوں کا یہی حال ہے -

کپڑوں کے بارے میں اس بل میں کوئی بات طے نہیں کی گئی ہے - اور اس کو ذیلی قواعد پر چھوڑ دیا گیا ہے - ممکن ہے کہ یہ سہتمم کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے - لیکن میں کہوں گا کہ یہ عمل ڈرست نہیں بل ہی میں اس بات کی صراحت کردی جانی چاہئیے کہ قیدی کو سال میں اتنے کپڑے ملیں گے - جیل اڈمنسٹریشن کے بارے میں میں اور بہت سی باتیں کہہ سکتا ہوں لیکن ایک دو باتیں کہکر اپنی تقریر ختم کروں گا -

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آج کل جیل اڈمنسٹریشن پر بار دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے - میں آپ کے سامنے اعداد رکھکر بتلاتا ہوں - گذشتہ رضاکار دور میں حیدرآباد اسٹیٹ کی مختلف جیلوں میں سالانہ اوسطاً ۱۱۳۶۲ قیدی تھے اوس وقت یعنی ۵۱-۵۲ع میں جیل اڈمنسٹریشن پر خرچہ ۱۲ لاکھ روپیہ ہوتا تھا - اور آج عوامی حکومت کے زمانہ میں ۵۳ - ۵۴ع میں قیدخانوں میں ۴۱۹۹ قیدی ہیں اور ان پر ۲۶۲۲۰۰۰ روپیہ خرچ ہوتا ہے - آج اتنے کم قیدیوں پر اڈمنسٹریشن کا خرچہ اتنا زیادہ کیا جاتا ہے - میں اس بارے میں بجٹ سشن میں بھی کہنے والا تھا لیکن مجھے موقع نہ مل سکا - اور آج اس طرح کا بل ہمارے سامنے پیش ہوا ہے - ممکن ہے آنریبل ممبر انچارج آف دی بل میجارٹی کے زور پر اس بل کو منظور کروالیں لیکن یہ طریقہ ٹھیک نہ ہوگا - بلکہ اس بل کو سلکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جاناچاہئیے اور وہاں اس پر غور ہونے کے بعد اس سشن کے آخر میں ایک یا دو دن لیکر ہم اس پر یہاں غور کرسکتے ہیں - یا آئندہ سشن میں بھی اس کو منظور کرسکتے ہیں - مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے -

ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

شری رام لنگا سوامی (کیج) :- مسٹر اسپیکر سر - اپتک مخالف ممبروں کی جانب سے جو تقریریں ہوئی ہیں وہ زیادہ تر جیل کے اندرونی انتظامات سے متعلق کی گئی ہیں - اس بل کے کلازس سے متعلق کوئی تجاویز نہیں سوجھائے گئے ہیں - یہ بتایا گیا ہے سے کہ نان آفیشیلس کی کمیٹیاں نہیں ہیں لیکن اس بل میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس

قانون کے تحت قواعد بنانے کا اختیار گورنمنٹ کو رھیگا ۔ یہ ایسی چیزیں ھیں جو قواعد میں آسکتی ھیں ۔ ایک اعتراض یہ کیا گیا ھے کہ قیدیوں کے موسومہ خطوط وقت پر انہیں نہیں دئے جاتے ھیں ۔ یہ ایسی چھوٹی چھوٹی معمولی باتیں ھیں کہ مقامی عہدہداروں سے کہکر ان کی اصلاح کی جاسکتی ھے ۔ ایک اسی قسم کا اعتراض کیا گیا ھے کہ قیدیوں سے عہدہدار اپنے مکانوں پر کام لیتے ھیں ۔ بہر حال یہ تمام چیزیں ایسی ھیں جو عہدہ داروں سے کہکر ٹھیک کی جاسکتی ھیں یا قواعد میں اسکے متعلق انسداد کے لئے رکھا جاسکتا ھے ۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا ھے کہ بعض عہدہ دار قیدیوں کا راشن کھا جاتے ھیں ۔ اگر واقعی ایسی باتیں ھوتی ھیں تو آپ متعلقہ عہدہداروں کے علم میں ثبوت کے ساتھ لائے تو ایسے عہدہداروں کے متعلق تحقیقات کی جائیگی اور ضرور گورنمنٹ انکے خلاف کارروائی کریگی ۔ بہر حال جیل کے اندرونی معاملات سے متعلق ساری شکایتیں کی گئی ھیں ۔ اس قانون سے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ پولس ایکشن سے پہلے ایسا کوئی قانون نہیں تھا ۔ جو قانون تھا قانون محابس کے نام سے وہ ایک معمولی سا قانون تھا ۔ اب جو قانون پیش کیا گیا ھے اوسکی نسبت بہت پروگریسیو ھے ۔ میں سمجھتا ھوں کہ جیل کے انتظامات کے متعلق جو شکایتیں کی گئی ھیں وہ بہت پرانی ھیں ۔ اب تو انتظامات کے لئے نان آفیشل ممبروں کی کمیٹیاں بنائی گئی ھیں چنانچہ بیڑ ضلع میں بھی ایک کمیٹی ھے اس میں ایک ھریجن ممبر ھیں اور ایک لیڈی ممبر ھیں ۔ اور آنریبل ممبر بیڑ ھیں میں جب اورنگ‌آباد جیل میں تھا اوس وقت اس قسم کے کوئی انتظامات نہیں تھے ۔ نہ غذا وقت پر دیجاتی تھی اور نہ خطوط ۔ کمیٹی کے ممبرس نہ صرف مقررہ اوقات میں جیل کا معائنہ کرتے ھیں بلکہ اچانک جاکر بھی معائنہ کرتے ھیں ۔ ایک آنریبل ممبر نے یہ اعتراض کیا کہ جوار میں کنکر ھوتے ھیں ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ھے کہ یہ ایسی باتیں ھیں جنکی اصلاح مقامی عہدہ داروں کو کہکر کرائی جاسکتی ھے ۔ اگر انکے پاس رپریزنٹیشن کیا جائے تو وہ ان ھی قیدیوں سے کنکر چنوادیں گے ۔ جیل میں ھاؤس کے کئی آنریبل ممبرس تھے ۔ کسی زمانے میں بڑے بڑے لوگ جیل میں تھے ۔ اپنے تجربات کے تحت مناسب سجیشنس دئے جاسکتے ھیں ۔ یہ کہا جاسکتا ھے کہ جیل میں تعلیم کا انتظام ھونا چاھئے ۔ ان پڑھ اشخاص مثلاً سنار ۔ لوھار وغیرہ اس قسم کے لوگ آئیں تو انہیں تعلیم دلائی جائے ۔ ایسی چیزوں کی صراحت قانون نیں ھونی چاھئے ۔ بقیہ چھوٹی چھوٹی باتیں قواعد میں آسکتی ھیں ۔ اگر جیل میں داخل ھونے کے بعد انکی اصلاح کی جانب توجہ نہ کی جائے تو وھی عادتیں ان میں جڑ پکڑ لیتی ھیں اور وہ عادی مجرم بن جاتے ھیں ۔ کسی مجرم کو جیل میں کھانے پینے کی تو کوئی تکلیف نہیں ھوتی البتہ اسکو اپنے متعلقین کا خیال رھتا ھے ۔ گھر کی فکر رھتی ھے ۔ اسلئے خطوط کے وقت پر ملنے کا انتظام ھونا چاھئے ۔ قیدخانوں میں قیدیوں کو کام نہیں ھوتا ھے بجز اون قیدیوں کے جنکو قید بامشقت کی سزا دیجاتی ھے ۔ لہذا بیکار قیدیوں کے لئے بھی تعلیم کا انتظام مفید ھوگا ۔ تلک آنجہانی اور مہاتما گاندھی جیسے لوگوں نے جیل میں بڑی بڑی کتابیں لکھی ھیں۔

میں عرض کرونگا کہ جو بل هاؤس میں پیش هوا هے اسکو منظور کرنا چاهئے ۔ هوسکتا هے کہ بعد میں هم مناسب ترمیمات کریں ۔ اتنا کہتے هوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا هوں ۔

Shri R. B. Deshpande (Pathri): Mr. Speaker, Sir, there have been several speeches on the present reforms in Jails and the different kinds of comforts and luxuries to be given to the prisoners. I must say that there are certain grades of enjoyment. These grades are, according to human understanding, necessities, comforts and luxuries. Most of the Members of the Opposition have insisted that all the convicts and prisoners inside the Jails should have comforts and luxuries to which I am entirely opposed. Of course, all of us are human beings, and the prisoners inside the Jails are also human beings, and as such it is the bounden duty of all the people and the Government to provide them with as many necessities as possible, *e.g.*, food, clothing and shelter—and that too to a certain extent.

Whenever I hear the speeches of the hon. Members of the Opposition, I am now and then reminded of a beautiful poem 'skylark' written by P.B. Shelly. I do not wish to quote the poem from the beginning to the end, but I shall quote only a few relevant lines, just to show to the House the tone in which the hon. Members of the Opposition are speaking about comforts and luxuries of the prisoners. The lines are:—

"Like a high-born maiden
In a Palace Tower,
Soothing her love-laden
Soul in secret hour
With music sweet as love
Which overflows her bower".

What I mean to say is this: That when the Members of the Opposition speak about comforts and luxuries to the prisoners in the Jails, they are not living on the earth, but they are flying high up in the regions of theory and Romance; they do not speak about theings which can be put into practice, but only of things which can never be put into practice. They must take into consideration the necessities and contingencies of each case and then only they must advise the authorities to give as many comforts and luxuries as possible.

I was in jail in Aurangabad, not for a month or two, but 14 long months and I was released just after the Police Action. I know there are certain offences which can never be excused under any circumstances. For that matter, I should like to divide the offences into three categories—(1) heinous offences like murder, culpable homicide amounting to murder, etc., (2) unnatural offences like Sodomy, Buggery and Bestiality and (3) grievous hurt. For such offences, if people are convicted and sent to jail, I have firm conviction that no sympathy or mercy should be shown to such people;rather there shouldbe very strict rules for the treatment of such prisoners. But if there is a prisoner of another category, say, a person who commits a juvenile offence, *e.g.*, boys who are minors or who do not exceed 18 years of age, if such people are sent to jail, it is the bounden duty of the Government and the people outside to show as much mercy as possible and provide all sorts of comforts and luxuries ; not only that, but provide for the education of such children. But if more sympathy than is necessary is shown, the result will be that they will become more offensive and more mischievous.

Nowadays, I find that there has been a wave of entirely fantastic suggestions, namely, that prisoners, even if they committed very heinous crimes, must be given weekly feasts, etc. What a fantastic idea! Whenever people who have committed murders and other heinous crimes go to jail, nobody outside takes note whether the widow or the children and other dependants left behind the victim are able to get enough food, clothing and shelter. But the hon. Members of the Opposition are more particular about the comforts and luxuries of prisoners convicted of such crimes than those who have been rendered homeless and who have been rendered orphans by the murder of a person.

I am of the opinion that whatever provisions have been embodied in the present Bill are quite up-to-date and there is nothing to find fault with the Member-in-charge of the Bill. In short, I should like to say that the hon. Member-in-charge of the Bill should not take into consideration some of the fantastic and most theoretical suggestions put forward by the hon. Members of the Opposition but to stick to the provisions of the present Bill, which is really of a very ameliorative nature and will bring about good many reforms in Jail and remove some of the inconveniences to prisoners.

* شری کے۔ اننت رام راؤ (دیور کنڈہ) :- مسٹر اسپیکر سر ۔ قانون محابس ایوان کے سامنے بیش ہوا ہے اور ایوان کے دونوں جانب سے بہت تفصیل سے مباحث ہوئے ہیں۔ قانون کے مقاصد کی حدتک پورے ایوان کو اتفاق ہے ۔ کسی کو اختلاف نہیں ہے ۔ البتہ اپروچ (Approach) کا جو طریقہ بیان کیا جا رہا ہے اوس سے اختلاف ہے ۔ اون کا خیال ہے کہ مجرمین کی اصلاح سزاؤں کے ذریعہ ہونی چاہئے ۔ اس طرف کے ارکان کا خیال ہے کہ انکی ذھنیت کو تبدیل کرکے اصلاح کرنی چاہئے ۔ تاریخ شاھد ہے کہ جبر و تشدد کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کی جائے تو اصلاح نہیں ہوسکتی۔ کئی ایسی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ لوگوں کو سولی بر لٹکایا گیا ۔ بندوق کا نشانہ بنایا گیا لیکن اصلاح نہوسکی ۔ بات یہ ہے کہ جرائم مختلف وجوہات کے تحت سرزد ہوتے ہیں جن میں سب سے بڑی وجہ معاشی بد حالی ہے ۔ جبتک معاشی حالات کی اصلاح نہو جرائم میں تخفیف کی امید کم ہوتی ہے ۔ ایک بہت بڑے ماہر نے جرائم کی تحقیقات کی کہ یہ کیوں ہوتے ہیں ۔ اوس نے تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے " سن اینڈ سائنس " (Sin and Science) جرائم کے وجوہات اوس نے مجرمین سے دریافت کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی ہے ۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ کسی نے جرم کی وجہ یہ بتائی کہ اوسکے باپ کی کمائی ہوئی جائداد اوس سے چھین لیگئی تھی اس لئے اوس نے قتل کا ارتکاب کیا ۔ کسی نے کہا کہ اقدام خودکشی کی وجہ یہ ہے کہ نوکری نہیں مل رہی تھی ۔ کسی نے کہا کہ روزگار نہیں ملتا ہے جیل میں دو وقت روٹی تو مل جاتی ہے اسلئے میں نے چوری کی ہے ۔

ہم نے بہت سادھی سیدھی مانگیں آنریبل موور آف دی بل کے سامنے رکھی ہیں لیکن افسوس کہ اوسکو بھی لگژو ریز (Luxuries) تصور کیا جارہا ہے ۔ جیسا کہ میرے ایک محترم دوست نے کہا ۔ ہماری مانگیں سیدھی سادھی ہیں جو بطور ترمیم پیش کی جائینگی ۔ وہ ترمیات معمولی ہیں ۔ یہی کہ اون لوگوں کو ٹاٹ پتری نہ پہنائی جائے ۔ بیڑیاں ہتکڑیاں نہ ڈالی جائیں ۔ بلکہ اون کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے ۔ اون کے لئے صنعتیں اور درسگاھیں قائم کی جائیں ۔ اور ذہنی تربیت اونکو دیجائے لیکن اون خیالات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا اور اوسکا مذاق اڑایا گیا ۔ میں اس پر زیادہ کہنا نہیں چاھتا ۔ البتہ ایک چیز کہونگا کہ سیاسی ملزمین کے متعلق آپ نے اس میں کچھ نہیں رکھا ہے ۔ سیاسی ملزمین وہ ہوتے ہیں جو ملک کی بھلائی کے لئے لڑتے ہیں ۔ اون کی نیت مجرمانہ نہیں ہوتی ۔ ملک کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر لڑتے ہیں ۔ جمہوری دور میں بغاوت بھی عوام کا ایک مقدس فرض ہوتا ہے اون کے ساتھ رعایتیں ہونی چاھئیں ۔ چنانچہ ہم نے جو رعایتیں کی ہیں امید ہے کہ اونہیں قبول فرمالیا جائیگا ۔

شری کے ۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کنڈور) :- جو بل پیش کیا گیا ہے اوس کے متعلق اپوزیشن کی جانب سے جو کچھ کہا گیا اوس کو اوس طرف کے ممبرس کی جانب

سے کمفرٹ (Comfort) اور لگژوریز (Luxuries) سے تعبیر کیا جا رہا ہے ۔ یہ غلط ہے ۔ ہمارا تجربہ کیا بتاتا ہے ۔ اس سلسلہ میں ہمارا نقطہ نظر کیا ہے صاف اور واضح ہوگیا ہے ۔ ایک شخص کو قید خانہ میں ڈالا جاتا ہے ۔ کیا اوس محبس کو اوس کے لئے سسرال کا گھر بنایا جائے ۔ اس قسم کے سوالات اوس طرف کے آنریبل ممبرس کی جانب سے کئے جا رہے ہیں ۔ اس امر سے ہی اون کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ پرزنرس کے بارے میں آپ کا اٹیٹیوڈ (Attitude) ریفارمیٹیو (Reformative) ہے یا ڈیفارمیٹیو (Deformative) ہے ۔ پرزنرس جنہیں قید خانوں میں رکھا جاتا ہے اون کو آج کے حالات کے پیش نظر ریفارم کرنا ہے ۔ اون کی خصلتیں درست کرنا ہے یا اون کو ڈیفارم کرنا ہے یہ دو سوالات آج آپ کے سامنے ہیں ۔ اس بل کو پرائمافیسی (Prima facie) کے طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ع میں یعنی باوا آدم کے زمانہ میں جو قانون تھا وہی آج سنہ ۱۹۵۴ع میں ہم انٹراڈیوس (Introduce) کر رہے ہیں ۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک مکمل قانون ہے ۔ غالباً اس کے متعلق مجھے ہی تسامح ہوا ہو ۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک مکمل قانون نہیں ہے ۔ ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو برائے نام ہیں ۔ اور حقیقی واقعات کے منافی اور غیر مطابق ہے جو چیزیں ہیں وہ بھی اس قانون میں نہیں رکھی گئی ہیں ۔ مثال کے طور پر میں ایک چیز ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ دفعہ (۴۰) وزٹس کے متعلق ہے ۔ یعنی کونسے لوگ ہیں جن سے قیدی ملاقات کرسکیگا ۔ اس میں صرف سیول پرزنرس (Civil prisoners) اور ان کنوکٹیڈ پرزنرس (Unconvicted prisoners) کو لوگوں سے ملاقات کا موقع دیا گیا ہے ۔ کنوکٹیڈ پرزنرس کو اس کا حق نہیں دیا گیا ہے ۔ حالانکہ حیدرآباد کے جیل خانوں میں کنوکٹیڈ پرزنرس کو اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کی اجازت فی‌الحال دیجاتی ہے ۔ وہ جزو اس قانون میں نہیں ہے ۔ حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ یہ مکمل قانون ہے ۔ اس لئے ہماری جانب سے یہ کہا جارہا ہے کہ یہ قانون آج کے حالات ۔ زمانہ کا تقاضا اور اوسکی مانگوں کو پورا نہیں کرتا ۔ یہ قانون اپ ٹوڈیٹ (Up-to-date) نہیں ہے ۔ اس لئے ہماری جانب سے بعض مطالبات کئے گئے جنکو سسرال کے گھر کی سہولتیں اور لگژوریز کا نام دیا گیا ہے ۔ اسکو اپ ٹو دی اکسٹنٹ (Up to the extent) لیجانے کا کہاں جواز ہے ۔ کوئی شخص جرم کیوں کرتا ہے ۔ کسی شخص کو جرم کرنے میں مزہ نہیں آتا ۔ ممکن ہے اس طرح جرم کرنے کا عادی ہو جائے تو اوسکو مزہ لگ جائے ۔ لیکن ابتداء میں جو جرم کیا جاتا ہے وہ کسی مزے کے لئے نہیں کیا جاتا ۔ سائکالوجسٹس (Psychologist) کا یہ مسلمہ نظریہ ہے کہ کسی شخص کو ابتدائی جرم کرنے میں مزہ نہیں آتا ۔ بلکہ بعض سماجی اور معاشی حالات کی وجہ سے کوئی شخص مجبوراً جرم سر زد کرجاتا ہے ۔ جب ان حالات میں کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو ہمارا اٹیٹیوڈ کیا ہونا چاہئے ۔ حکومت ہی سماج کے اصولوں کو چلانے کے لئے قواعد اور قانون بناتی ہے اس لئے حکومت کا نظریہ کیا رہنا چاہئے ۔

ایک مریض کے ساتھ ڈاکٹر کا جو نقطہ نظر رهتا ہے اوسکو مریض سے جسطرح همدردی رهتی ہے وهی همدردانہ نقطہ نظر هارا بهی قیدیوں کے ساتھ رهنا چاهئے - لیکن وہ نظریہ اس قانون میں جوکہ سنہ ۱۹۰۰ع کے قانون کے مطابق ہے هرگز نہیں ہے - سنہ ۱۹۰۰ع سے لیکر سنہ ۵۴ع تک هم نے اس میں جو اصول پوشیدہ تھے اون کا تجزیہ کیا - هارے سامراجی دوست بهی اس کا تجربہ کرچکے هیں لیکن نتیجہ کیا نکلا - یہ اصول تجربہ میں بیکار ثابت هوئے - مجرموں کی عادت اور اخلاق سنوارنے کی بجائے هم اون لوگوں کو هارڈنڈ کریمنلس (Hardened criminals) میں تبدیل کررهے هیں - یہ بہت گہرا اور انڈرلائنگ پرنسپل (Underlying principle) ہے - چنانچہ اون هی پرنسپلس کی بناء پر هم یہ مطالبہ کررهے هیں کہ اس قانون کے متعلق جو اپروچھ (Approach) کیا گیا ہے وہ غلط اپروچھ ہے - میرے اس آرگیومنٹ کی تائید حیدرآباد کے اڈمنسٹریشن کی رپورٹ بابتہ سنہ ۵۲-۵۳ع بهی کرسکیگی - اس رپورٹ کا صفحہ (۶۴) ملاحظہ فرمائیں اوس میں یہ لکھا هوا ہے -

"Jail statistics show that 40.8% of the convicts during the year were between 22 and 30 years of age, 28.2 between 31 and 40 years and 14.35 between 19 and 21 years."

گویا ۱۹ سال سے ۲۱ سال کی عمر کے جو ملزمین هیں اونکی تعداد (۱۴٫۳۵) ہے - ۲۲ سے ۳۰ سال کے درمیان قیدیوں کا پرسنٹیج (۴۰٫۸) ہے - کوئی آدمی ۱۹ سال سے لیکر ۳۰ سال کی عمر تک نوجوان کی تعریف میں داخل هوسکتا ہے - ان اعداد و شمار کے دیکھنے سے واضح هوگا (۵۵) پرسنٹ اون ینگسٹرس کا ملیگا جو نوجوان هیں - جن کے متعلق هارا یہ تصور ہے کہ وہ سماج کو سدهارنے اور بگاڑنے والے هیں - لیکن جیلوں میں (۵۵) فیصد آبادی انہیں کی ہے - اس لئے میں کہونگا کہ جو طریقے هم سنہ ۱۹۰۰ع سے آج تک استعمال کرتے رہے وہ غیر موثر ثابت رہے - اون اصولوں کے ذریعہ هم اون کریمنلس (Criminals) کو ری کلیم (Reclaim) نہیں کرسکے - بلکہ اس کے برعکس هم نے اون کو هارڈنڈ کریمنلس میں تبدیل کردیا ہے - یہ ایک فنڈامنٹل پرنسپل ہے جس کو هم نے اپنے اعتراضات کے سلسلہ میں اپنی درشٹی میں رکھا ہے - آپ دوسرے اسٹیٹس کی جیلوں کو ملاحظہ فرمائیں - وهپنگ (Whipping) یہ اڑڈنڈے - یہ ڈنڈے - ٹاٹ پتری پہنانے کی سزا وهاں عملاً نہیں دیکھاتی - وہ برخاست کی جاچکی هیں - مجھے مدراس کی دو تین جیلوں کا تجربہ ہے اور حیدرآباد کی جیلوں میں بهی رهنے کا اتفاق هوا ہے - میں وهاں کے پولیٹیکل پرزنرس یا ڈیٹینیوز کے متعلق نہیں کہہ رها هوں - بلکہ اون مجرمین کے متعلق کہہ رها هوں جو معمولی جرائم کے تحت سزا پارهے هیں - مدراس کی جیلوں میں پرزنرس کے لئے بہت سی سہولتیں موجود هیں جو آپ کے خیال کے مطابق لگزوریز کی تعریف میں داخل هوسکتی هیں - لیکن حیدرآباد کی جیلوں میں وهی پرانے زمانہ کی چیزیں - ڈنڈے - اڑڈنڈے - ڈبل گنجی وغیرہ جاری ہے -

میں یہ پوچھنا چاھتا ھوں کہ اس بل کے ذریعہ آپ کونسی نئی چیز لا رہے ھیں جو پہلے نہیں تھی - بلکہ اون سے زیادہ سختی اس قانون کے ذریعہ لائی جا رھی ھے جو پہلے سے موجود تھی - میں اس کے متعلق چیلنج کرسکتا ھوں کہ آپ کوئی نئی چیز نہیں لا رہے ھیں - یہ بھی کہہ سکتا ھوں اس بل کے پیش نہ ھونے کی وجہ سے کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہ جاتی تھی - اس بل کے ذریعہ وھی مغلائی باجا بجانے کی کوشش کی جارھی ھے جو صدیوں سے بجتا چلا آرھا ھے - آج جبکہ پاپولر گورنمنٹ آگئی ھے تو وہ مغلائی باجا نہیں بجنا چاھئے- جو پرانی چیزیں جیلوں میں ھیں وہ نہیں رھنا چاھئے -

مسٹر چیرمن :— پارٹ اے اسٹیٹس میں کونسا باجا بجتا ھے -

شری کے - وینکٹ رام راؤ :— مختلف قسم کے باجے بجتے ھیں - لیکن ھمارے پاس تو وھی پرانا باجا بجتا ھے - اگر کانگریس کا باجا بھی بجتا تو بہت اچھا ھوتا - یہاں وہ بھی ھم نہیں بجارہے ھیں - اس قانون میں افعال ممنوعہ کے متعلق کہا گیا ھے - اس کے متعلق اس وقت بھی جو قانون ھے اوس پر کس حدتک اس سلسلہ میں عمل آوری ھو رھی ھے ھمارے اس جانب کے بہت سے دوستوں نے روشنی ڈالی ھے -

مسٹر چیرمن :— پارٹ اے اسٹیٹس میں بھی کوئی علحدہ قانون ھے یا سنٹرل ایکٹ ھی نافذ ھے-

شری کے - وینکٹ رام راؤ :—وھی سنٹرل ایکٹ ھے لیکن مثال کے طور پر سکشن (۳۱) کا جو اے - بی - سی - اور ڈی سب سکشنس ھیں اون کے الفاظ تبدیل کرلئے گئے ھیں - بعض سہولتیں دیگئی ھیں لیکن اوسکے تمام چیزیں ھم نہیں لے رہے ھیں صرف سنٹرل ایکٹ کے چند دفعات ھی ھم نے لئے ھیں - دفعہ (۶۰) وھپنگ کے سلسلہ میں ھے - میں یہ عرض کرونگا کہ جیل میں سزا دینے والا بھی وھی شخص رھتا ھے اور تحقیقات کرنے والا بھی وھی شخص رھتا ھے - میں مانتا ھوں کہ جیلوں میں ڈسپلن (Discipline) قائم کرنے کے لئے وھاں کے عہدہداروں کو بعض اختیارات دینا ضروری ھے - اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ھے - لیکن یہ ایکٹ دیکھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ سپرنٹنڈنٹ کو ایک نیا مجسٹریٹ توکیا راج پرمکھ بنادیا گیا ھے - وہ جو چاھے کرسکتا ھے - اس لئے اس قانون کو ایک کمپریھینسیو (Comprehensive) قانون بنانے کا ھم مطالبہ کر رہے ھیں - باھر کی دنیا میں قانون کے بدلنے کے لئے کچھ وقت درکار ھوتا ھے لیکن جیل کا قانون توگھنٹہ گھنٹہ اور منٹ منٹ میں بدلتا رھتا ھے - جیلر کے جو جی میں آئے وھی قانون - سپرنٹنڈنٹ صاحب کے خیال مبارک میں جو آتا ھے وھی قانون - اور انکے دماغ میں جو جنوں آتا ھے وہ بھی قانون بنجاتا ھے - ھمارا تجربہ ھے اور ھم نے جیلر سے جیل مینیول کا مطالبہ کیا ھے اس سے پوچھا ھے کہ ھمارے حقوق کیا ھیں- گو کہ قانون میں ھے کہ مینیول کو کانسپکیوس (Conspicuous) جگہ پر رکھنا چاھئے تاکہ سب لوگ اسکو پڑھ سکیں- لیکن اکثر محکموں کی طرح احکام کو پس پردہ رکھکر جسطرح ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ھے اس سے بڑھکر

جیلوں میں یہ کوشش ہوتی ہے - اس وجہ سے ہم نے یہ دو چیزیں رکھی ہیں - ایک سجھاؤ یہ رکھا گیا ہے کہ اس میں بعض ایسے اختیارات ہونا چاہئے جو مجسٹریٹ کے حوالے کئے جائیں کیونکہ جیل کی چار دیواری میں کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو جیلر صاحب ہی اسکی تحقیقات کرتے - وہی سزا کا تعین کرتے ہیں اور خود ہی سزا دیتے ہیں - اس ڈکٹیٹرشپ کو ختم کرنا چاہئے - مثال کے طور پر میں دفعہ ۴۱ ایوان کے ملاحظہ میں لاتا ہوں -

'Wilfully bringing a false application against any officer or prisoner.'

یعنی کسی کی شکایت کرنا بھی جرم ہے - گویا اب اسکی زبان بندی کر دیگئی ہے یہاں " گویم مشکل نہ گویم مشکل " کی مثل صادق آتی ہے - اور یہ (Insulting or threatening language) اسکا تعین کون کریگا کیونکہ ایک بات جیلر کے دماغی تصور کے لحاظ سے انسلٹنگ ہوسکتی ہے - میں تو یہ کہہ چکا ہوں کہ یہاں وہی مغلائی باجا بجا رہے ہیں - "میں یہ کہنا چاہتا ہوں " یہ الفاظ جیل کی ڈکشنری میں نہیں ہیں - " میں معروضہ کرنا چاہتا ہوں " وہاں اگر ایسا نہ کہا جائے تو شنوائی نہیں ہوتی - پریڈ کے تعلق سے تو پرزنرس بہت لڑچکے ہیں لیکن پریڈ کے وقت ایک چپراسی کی طرح کمربستہ ہوکر اٹنشن پوز (Attentive pose) میں کھڑے ہو جانا پڑتا ہے - کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بیٹھکر معروضہ کرے تو انسلٹنگ ہوتی ہے اور کوئی سمجھتا ہے کہ کھڑے ہو کر معروضہ کرے تو وہ بھی انسلٹنگ ہو جاتی ہے - میں یہ مثال کے طور پر عرض کررہا ہوں ورنہ تفصیل تو بہت زیادہ ہے -

[*Shri B. D. Deshmukh* (*Chairman*) *in the Chair*]

ایک اور چیز یہ کہ جیل میں کئی قسم کے لوگ آتے ہیں وہاں کچھ پراھیبیٹڈ آرٹیکلس (Prohibited articles) ہوتے ہیں - رولس کے ذریعہ انکا تعین کرنا ضروری ہوگا لیکن اسکا تعین کرنے کے لئے بھی وہاں "آل مائٹی" (Almighty) سپرنٹنڈنٹ ہیں - انکے خیال میں جو آئے وہی صحیح ہوتا ہے - اس لحاظ سے تخصیص کے ساتھ قانون میں رکھنا ضروری ہے - میں صرف پولیٹیکل پرزنرس کے بارے میں نہیں کہتا بلکہ ایسے قیدی کو جو کسی نہ کسی وجہ سے فادر ان لا (Father-in-law) کے ھاؤز میں (کیونکہ اودھر سے سسرال کے گھر میں جانا کہہ رہے ہیں) جانا پڑتا ہے تو اسکو ریفارم کرنے کے بجائے ڈیفارم کرنے کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں - جیل کے عہدہداروں کے نقطہ نظر کے لحاظ سے جتنا زیادہ کوئی شخص پڑھا لکھا ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ انکا دشمن ہے - اس قسم کے بہت سے غلط تصورات ہیں جو اگر قانون بنایا بھی جائے تو ایک دن میں تبدیل نہیں ہونگے - اس وجہ سے ہمیں رسٹرکشن (Restriction) اور کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس پرزنس ایکٹ کو

مِس یوز (Misuse) نہ کیا جائے لہذا جیل کے تعلق سے جتنی اہم چیزیں ہیں انکو اس میں انکارپوریٹ (Incorporate) کرنا ضروری ہے - اسلئے بھی ہماری جانب سے بہت سی ترمیمات دیگئی ہیں - انکا انڈر لائنگ پرنسپل یہ ہے کہ قیدیوں کو پھر سے ایک اچھا شہری بنا کر ریکلیم کیا جائے - حکومت کے دو رپریسیو مشنریز (Repressive Machineries) ہیں ایک پولیس اور دوسرے جیل - ان دونوں کے متعلق پرانے حکمران طبقے کی طرح قانون بنانے کے تصورات میں نہ بہتے ہوئے جو ترمیمات ادھر سے دیگئی ہیں ان پر ہیومیانٹی (Humanity) کی خاطر ہیومن پوائنٹ آف ویو (Human point of view) سے غور فرمائیں۔

*శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్ (గజ్వేల్)—అధ్యక్ష మహాశయా,

ఇప్పుడు ఈ బిల్లు మళ్ళీ జైళ్ల సంస్కరణల పేరుతో ఈ అసెంబ్లీ ఎదుటకు వచ్చింది. ఆ సంస్కరణలు రాకపూర్వము జైళ్ళలో అధ్వాన్న పరిస్థితులు ఏవైతే వున్నాయో, ఆ అధ్వాన్న పరిస్థితులను తొలగించి అటువంటి అధ్వాన్న పరిస్థితులు తిరిగి రాకుండా, ఈ సంస్కరణల ద్వారా ఏమి చేయబడుతోందీ అనేది యీ బిల్లులోని కమ్మలను చూస్తే, జైళ్ళలో ఇంతవరకు ఉండే నిరంకుశ పద్ధతులనే చట్టబద్ధంగా చేసేందుకు ప్రభుత్వం ప్రయత్నిస్తున్నదని మాత్రం యీ బిల్లు చదివేవారికి తప్పని సరిగా అర్థం అవుతుంది. ఈ జైలు సంస్కరణలు చూస్తే, పూర్వం జైలులో వున్న పరిస్థితులను మరింత అధ్వాన్నం చేసేటట్లు కనబడుతోంది. దీనినిబట్టి, యీ బిల్లును ఎంతో మంచి పద్ధతులలో తీసుకు వస్తున్నామని చెప్పే మహాశయులు జైలు జీవితం అంటే ఏమిటో ఏమాత్రం అనుభవం లేదని నేను అనుకొంటాను. మనం ఈ బిల్లులోని క్లాజులను విడదీసి, ఈ క్లాజులను గురించి శ్రద్ధగా ఆలోచించినట్లయితే టిక్ టిక్ విధానం ఏదైతే వుందో, బెత్తంతో ఖైదీలను చితకకొట్టే పద్ధతి ఏదైతే వుందో, దానిని తిరిగి యీ బిల్లుద్వారా తీసుకు వస్తున్నారని తెలుస్తుంది. ఆ టిక్ టిక్ విధానాన్ని, బెత్తంతో ఖైదీలను కొట్టే పద్ధతిని, ఏనాడో కాంగ్రెసు మొదటి సత్యాగ్రహం కాలంలోనే, ఆనాటి కాంగ్రెసు లోని మహాశయులు పెద్ద ఎత్తున వ్యతిరేకించారు. అందుకు వ్యతిరేకంగా పోరాటాలు చేశారు. కాని, ఆ నాటి కాంగ్రెసులోని మహాశయులుగాని, ప్రముఖులుగాని, ఇక్కడికి ఎం. ఎల్. ఏ.లు గా రాలేదు అనుకోండి. వారు ఇక్కడ మంత్రులుగా లేరనుకోండి. మంచి రజాకారు కాలంలో కూడా ఈ టిక్ టిక్ విధానం పోవాలని, శ్రీ రామానందతీర్థ మొదలుకొని అందరూ తీవ్రమైన ఆందోళన చేశారు. ఆనాటి పెద్ద నిరంకుశ ప్రభుత్వమైన నైజాం ప్రభుత్వానికి రామానందతీర్థ మొదలైనవారు యీ టిక్‌టిక్ విధానం పోవాలని మెమోరాండాలు ఇచ్చారు. చివరికి, ఆ నిరంకుశ జాగీర్దారీ ప్రభుత్వంకూడా దానిని తాత్కాలికంగా ఆపేసింది. సింధీవారు జైళ్ళ అధికారులుగా వచ్చిన తరువాత తిరిగి ఖైదీలను బెత్తాలచే పశువును కొట్టినట్లు కొట్టించటం జరిగింది. బీడ్ జైలులో ఖైదీలను బెత్తాలతో కొట్టించటం జరిగింది. అప్పుడు ఈ పద్ధతి పోవాలని పెద్ద ఎత్తున ఆందోళన జరిగింది. ఇది ప్రజా ప్రభుత్వమని సిగ్గు లేకుండా చెప్పుకొనే యీ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వము టిక్ టిక్ విధానాన్ని తిరిగి తీసుకు వస్తున్నారు. నైజాం ప్రభుత్వం ౨౦౦ సంవత్సరాలనుంచి జాగీర్దారీ విధానాన్ని కాపాడడానికి, తన చుట్టూవున్న ప్రాంతాన్ని కాపాడుకోటానికి అనేక నిరంకుశ చట్టాలు, శాసనాలు చేసి తన ప్రభుత్వం చుట్టూ ఇనుపగోడలన్ని కట్టుకొంది. అయినప్పటికీ, ఆ నైజాం ప్రభుత్వానికి ఈనాడు ఈ గతి పట్టింది. ఈనాడు

అధికారంలో వున్నవారు కూడా ఎల్లకాలం ఇదే పరిస్థితి వుంటుంది, మేమే పరిపాలన చేస్తాం. అని అనుకోకుండా, యీ ప్రభుత్వం ఇంగితజ్ఞానం కలిగియుండి, శాసనాలు తెస్తే బాగుంటుంది. ఒక నేరం చేస్తే ఒక శిక్ష, తిరిగి ఇంకో పని చేస్తే మరో శిక్ష, ఆ విధంగా శిక్షించిన శిక్షను అనుభవించకపోతే మరో శిక్ష, యీ విధంగా యీ బిల్లులో ప్రతి క్లాజులోనూ ఒక్కొక్క శిక్షను వేయాలని వ్రాస్తూ యీ బిల్లును తీసుకు వచ్చారు. ఒక ఖైదీకి పని ఇచ్చినపుడు, అతడు దానిని బుద్ధిపూర్వకంగా చేయజాలకపోతే ఇంకా కఠినమైన శిక్ష విధిస్తారు. వాస్తవానికి అతను పని చేయలేకపోయినప్పటికీ, అతనికి అస్వస్థతగా ఉండి చేయలేకపోయినప్పటికీ, జైలు అధికారి ఆ ఖైదీ బుద్ధిపూర్వకంగానే ఆ పని చేయుటం లేదని తలచినపుడు ఆ ఖైదీ ఎక్కువ కఠినశిక్షను పొందవలసి వుండును. మనకు ఒకటి ధర్మశాస్త్రం బోధిస్తోంది. అది ఏమంటే మనకు నరకలోకం, స్వర్గలోకం అనేవి ఉన్నాయని, నరకలోకంలో ఎన్నిరకాల బాధలైతే ఉన్నాయో, అన్నిరకాల బాధలు జైళ్ళలోఉంటాయి. జైలు అధికారులు జైళ్ళలో పెట్టబడినవారిని పశువులుగా భావించే రకంగా తయారైనారు. వీరిని మానవులుగా గుర్తించాలని, వారికి కనీస మానవ మర్యాదనైనా ఇవ్వాలనేది, జైలు అధికారులకు ఉండదు. "ఏ ఖైదీ అయినా తనకు అప్పగించిన పని చేయకపోతే, అతనికి ఆ పని చేయుటము చేతకాదా, లేక అతనికి ఆ పని చేయుటానికి శక్తిలేదా, లేక అతను బుద్ధిపూర్వంగానే ఆపని చేయుటంలేదా"—అనేది నిర్ణయించే అధికారం జైలు అధికారికి సూపరింటెండెంటుకు అప్పగించబడింది. ఆ పనిని సరిగా చేయలేడని తలచి, ప్రభుత్వం జైలు అధికారులను కూడా సంస్కరించే విషయం యీ బిల్లులో తీసుకువస్తే బాగుండేది. మంత్రిగారు జైలు అధికారులను ఏ విధంగా సంస్కరించాలని ఆలోచించి ఒక చట్టం తెస్తే బాగుంటుంది. మొట్టమొదట వారి ప్రవర్తనలో మార్పు తీసుకురావాలి. జైలు అధికారుల ప్రవర్తనలో ఎంత తొందరగా మార్పు తీసుకువస్తే, జైళ్ళలో జరిగే అవకతవకలు నిరంకుశ పద్ధతులు అంత తొందరగా ఆగేందుకు వీలుంటుంది. వారు ఖైదీలను హింసించే హింసలలో ఎటువంటి మార్పు లేదు. "జైళ్ళకు వచ్చే ఖైదీలను ఏవిధంగా కంట్రోలు చేయాలి, వారిని ఏవిధంగా క్రమ శిక్షణలో పెట్టాలి" అని చెప్పి, వారిని అన్ని రకాల శిక్షలు వేసేందుకు ఈ చట్టం ద్వారా అవకాశం కల్గించడం జరుగుతోంది. ౪౭ క్లాజులో (౪) వ భాగంలో ఒకటి చూపించారు. "ఏ ఖైదీయైన, తగు కారణము లేకుండ, తన శిక్ష కొంత కాలము ఆపి వేయబడిన, రద్దుచేయబడిన, లేక సెలవు గ్రహింపబడిన షరతులలో దేనినైన పాలింపనిచో అతడొక చెరసాల నేరములలో నొనర్చినట్లు భావింపబడును మరియు సూపరింటెండెంటు, అతని సమాధానమును పొందిన పిదప, నట్టి నేరము నీ క్రిందివానిచే శిక్షింపవచ్చును."—అని ౪౭ క్లాజులో చూపించారు. దాని ప్రకారం, వారికి ములాఖాతు నాపివేయుటం, ఉత్తర ప్రత్యుత్తరాలను బందుచేయుటం, వారికి వచ్చే పార్సిల్సును ఇవ్వకుండా వుండటం, సాధారణ సౌకర్యాలను ఆపివేయుటం, వార్తాపత్రికలు ఇవ్వటంను ఆపివేయుటం ఇవన్నీ జరుగుతాయన్నమాట. జైళ్ళకు వచ్చినవారిని మానవులుగా భావించి, వారిని ఉత్తమ మానవులుగా తయారు చేయించి, వారి చెడుగుణములను దూరముచేసే ఉద్దేశముతో యీ సంస్కరణలను తీసుకు వచ్చారా అంటే ఆ ఉద్దేశంతో తీసుకు రాలేదు. జైలుకు వచ్చినవాడు పశువు. ఈ భావమే జైలు అధికారులలో ఉంది. ఫ్యూడలిజంకు పూర్వం కొన్ని దేశాలలో యుద్ధంలో పట్టుబడినవారిని బానిసలుగా చూచేవారు. వారిచేత అన్ని పనులు చేయించుకోటానికి చివరికి వారిని అమ్ముకొనుటకు కూడా వాళ్ళకు అధికారం వుండేది. అలాగే జైళ్ళలోకి వచ్చినవారి

మాన, ధన, ప్రాణాలను ఆ జైలు అధికారికి అప్పగించటం ఈ చట్టం ద్వారా జరుగుతోంది. జైలు సూపరింటెండెంటుకు సర్వాధికారాలు ఇవ్వటం జరుగుతోంది. క్లాజు౪౮ లో ఒకటి చూపించారు. ౪౮ క్లాజులో "ఎక్కువ విసుగుకలిగించు, లేక కఠినమగు పనికి (ప్రభుత్వముచే నొనర్పబడి, నియమములచే విధింపబడునంతకాలం వరకు) మార్చుట" అని వ్రాశారు. ఒక ఖైదీ ఒక పనిని సరిగా, బుద్ధి పూర్వకంగా చేయలేదని జైలు అధికారి అనుకొన్నప్పుడు అతనికి రెండవ పనిని, ఎక్కువ విసుగు కలిగించే పనిని, కఠినమైన పనిని, అంటే గానుగ తిప్పించుట, వడ్లు దంపించుట మొదలైన పనిని ఇవ్వాలన్నమాట. ఆ పక్షంలోని ఒక గౌరవసభ్యుడు ౯ ఏండ్లు జైలులో గడిపామని అన్నారు. ఆ జైలులో వారేంచేశారు? గానుగలు త్రిప్పారా? ఏం చేశారు? జైలులో కూర్చుని జపం చేశారు. ఆనాడు జైళ్ళకు వెళ్ళినవారు జైళ్ళలో ఖైదీలు మానవులుగా జీవించాలనే కనీసపు హక్కు కోసం పోరాడారు. ఈనాడుకూడా ఆ కనీసపు హక్కు కోసం పోరాడుతూనే వున్నారు. ఈ చట్టాలను ఆ పోరాటాలను అణచటానికి వాళ్ళను ఇంకా కఠినంగా జైళ్ళలో ఉంచటానికి మాత్రమే తీసుకురావటం జరుగుతోంది. కాబట్టి మంత్రిగారు మొదటినుండి చివరివరకు బాగా ఆలోచించి అన్నివిధాల అభివృద్ధిచెందిన యీ కాలంలో, పాతచట్టాన్నే ౧౯౫౪ అనే ముద్రవేసి తీసుకురాకుండా, తిరిగి ఖైదీలకు మేలు కలిగించే విధంగా బిల్లును తీసుకురావాలని కోరుతున్నాను. ఈ బిల్లును సెలక్టు కమిటీకి పంపించాలని మంత్రిగారిని కోరుతున్నాను.

శ్రీ బి. కృష్ణయ్య (ఖమ్మం-జనరల్)—ఈ బిల్లును గురించి రెండు పక్షాలనుండి కూడా...

مسٹر چیرمن :- هندی میں کہیئے -

شری بی کرشنیا :- میں هندی میں برابر تقریر نہیں کرسکتا -

కూడా న్యాయశాస్త్ర పండితులు మాట్లాడిన తరువాత దీనిపై నేను మాట్లాడటం అంత మంచిది కాకపోయినా నాకున్నటువంటి అభిప్రాయాలు, నాకున్న అనుభవాలను ఈబిల్లును దృష్టిలో పెట్టుకొని చూచినప్పుడు నా అభిప్రాయాన్ని ఈ శాసనసభ ముందు వుంచడం నా కర్తవ్యమని భావిస్తున్నాను. పార్టు 'ఏ' స్టేట్సులో వున్నటువంటి సౌకర్యాలనన్నింటిని కూడ ఇక్కడ ఖైదీలకు కలిగించాలనే ఉద్దేశంతోటి ఈ బిల్లును ప్రవేశ పెట్టామని మంత్రిగారు చెప్పారు. ఇక్కడ వున్న పరిస్థితులు, జైళ్ళలో సాగుతున్న నిర్బంధవిధానం—ఇవన్నీ జైలులో అనుభవించి వచ్చినటువంటి సభ్యులు శాసనసభముందు వుంచినప్పుడు కొంతమంది ప్రభుత్వ పక్షాన్నుంచి విమర్శించడం జరుగుతోంది. అది ఏమంటే ఖైదీలకు గ్యాబర్డిన్ సూట్సు తొడిగించాలా? లేక వులన్ సూట్సు తొడిగించాలా? లేకపోతే సిల్కుగుడ్డలు యివ్వాలా? అని పరిహాసం చేయటం ఇవన్నీ జరుగుతున్నాయి. కాని వాస్తవానికి ఖైదీల పరిస్థితి ఏమిటి? ఎందుకని ప్రతిపక్షంనుంచి యిన్ని విమర్శలు వస్తున్నాయి? వారికి ఏ రకమైనటువంటి సౌకర్యాలు సమకూర్చవలసి యున్నది? అనేది లేక ప్రతిపక్షంనుంచి వస్తున్న విమర్శనలను సుహృద్భావంతో తీసుకోకుండా వాటిని పరిహాస దృష్టితో తీసుకొనడం, పరిహాసం చేయటం జరుగుతోంది. ఇవ్వాళ్ళ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడింది. కాంగ్రెసు శాసన సభ్యులుగాని, కాంగ్రెసు పార్టీ సభ్యులుగాని తిరిగి జైళ్ళకు పోవలసిన అవసరం లేదని వారు భావిస్తున్నారని అనుకొంటున్నాను. కాంగ్రెసు సభ్యులు తిరిగి జైళ్ళకు వెళ్ళవలసిన అవసరంవుందా? లేదా? అనే విషయం యిప్పుడు

నేను చెప్పవలసిన అవసరం లేదు. ఇప్పుడు మద్రాసు శాసనసభలో వున్న కాంగ్రెసు శాసనసభ్యుల ప్రభుత్వానికి కొన్ని సూచనలను చేయటం జరిగింది. ఎందుకంటే జైళ్ళను వెంటనే సంస్కరించాలని, ఈ సంస్కరణలు ప్రతి పక్షాలకు గాని లేక ఇతరులకు గాని కాకుండా ఆ సంస్కరణలు మనకోసమేనని, ముందు ఏరోజైనా జైలుకు పోవలసిన అవసరం రావచ్చును, అందుకని జైళ్ళను సంస్కరించాలని మద్రాసు శాసనసభ్యులు కోరుట జరుగుతోంది. ౧౯౩౭ లో మద్రాసులో కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడినప్పుడు అక్కడ కాంగ్రెసుపార్టీలోకూడ యీ చర్చలు వచ్చాయి. కాని దానిని వ్యతిరేకించుట జరిగింది. కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడింది. కాంగ్రెసువారు జైళ్ళకు పోవలసిన అవసరం లేదు. ప్రతిపక్షసభ్యులు, కాంగ్రెసును వ్యతిరేకించే సభ్యులే జైళ్ళకు పోతారు. కాబట్టి జైళ్ళ సంస్కరణలు అక్కరలేదని వాదించడం జరిగింది. ౧౯౪౨ వచ్చేసరికల్లా కాంగ్రెసు వారే, జైళ్ళకు పోవలసి వచ్చింది. అక్కడ పరిస్థితులు పూర్వం మాదిరిగానే వుండేటప్పటికి ౧౯౩౭ లోనే ఆ చట్టాన్ని ఎందుకు మార్చకపోయామా? అని పశ్చాత్తాప పడటం జరిగింది. కాబట్టి ఈ నాడు కాంగ్రెసు సభ్యులు "గ్యాబర్డీన్ సూట్సు కావాలా? వులన్ సూట్సుకావాలా?" అని పరిహాసం చేయవలసిన అవసరం లేదు. ఎంతకాలమైనా, కాంగ్రెసు ప్రభుత్వమైనా సరే, ఏ ప్రభుత్వమైనా సరే శాశ్వతంగా నిలబడుతుందని చెప్పడానికి వీల్లేదు. రేపు ఎవరు అధికారంలోకి వస్తారో, జైలుకుపోయి ఎవరు బాధలు అనుభవిస్తారో చెప్పలేము. మన చేతులారా చేసిన చట్టాలు మనమే అనుభవించవలసి వచ్చినప్పుడు మనకు తెలుస్తుంది. అటువంటి దుర్గతి పట్టకుండా వుండాలంటే దీనిలో కొన్ని మార్పులు తీసుకు రావలసిన అవసరం వుంది. వాటిని ప్రతిపక్షం మీముందు వుంచటం జరుగుతోంది. అయితే ఈ బిల్లును చూచినప్పుడు నేను అనుకొన్నది, ఇది ఖైదీలకు సౌకర్యాలు కాకుండా పోలీసు యాక్షన్ తరువాత జైలు అధికారులుగా వచ్చిన సింధీలు అమలు పరచిన నిర్బంధ విధానం, క్యాంపు జైళ్ళలో ప్రవేశపెట్టిన నిర్బంధవిధానం ఖైదీలను అణచిపెట్టి చెప్పుచేతుల్లో వుంచుకోవాలంటే ఏ విధమైనటువంటి నిర్బంధ విధానాలు అవలంబించారో వాటినన్నింటిని క్రోడీకరించి, చట్టవిరుద్ధంగా చేసిన ఆ పనులను ఇప్పుడు చట్ట సమ్మతంగా చేయడంకోసం, ఈ చట్టాన్ని తెచ్చినట్లు స్పష్టమవుతోంది. లేకపోతే ఈ రకమైనటువంటి చట్టాన్ని తీసుకురావలసిన అవసరం ఏమిటి? ఒక్క సౌకర్యం కూడా, దీనిలో, ఖైదీలకు చూపలేదు. నైజాంకాలంలో ఆపుచేయబడ్డ కొరడా దెబ్బల విధానం పోలీసు యాక్షన్ తరువాత మళ్ళీ అమల్లోకి తెచ్చారు. ఆ రోజులలో తప్పని సరిగా కొంతమంది మీద దీనిని ఉపయోగించడం జరిగింది. ఖైదీలను అణచిపెట్టడంకోసం జైలు అధికారులను ఎవరైతే మాకు హక్కులున్నాయని అడుగుతారో వారిని అణచిపెట్టడంకోసం, వారి హక్కులను నాశనం చేయటంకోసం, ఈ కొరడా దెబ్బలు కొట్టించడం జరిగింది. ఈనాడుకూడా కొరడా దెబ్బల విధానం తీసుకురావడం అదే పరిస్థితులలో ఖైదీలను అణచి పెట్టడానికి తెచ్చారు. 'ఇన్సాన్ కో ఇన్సాన్ బనానా హై' అని చెబుతారు. ఒక మానవుడు తప్పు చేసినప్పుడు తిరిగి అతనికి మానవత్వం తీసుకురావాలంటే, ఎవరైతే ఆ ఖైదీమీద పెత్తనం చేస్తారో, అధికారం చెలాయిస్తారో వారివద్ద మానవత్వం లేనప్పుడు, ఆ ఖైదీని ఏ విధంగా మానవునిగా తయారు చేయగులుగుతారు? జైలు అధికారులలో నేను చూచినంతవరకు మానవత్వం కనపడలేదు. ఏ కొంత విషయానికి కూడా తిట్టడం కొట్టడం, ముఖ్యంగా సింధీలు ఇక్కడికి వచ్చినప్పటినుండి జరుగు తోంది. అంతకు ముందు ఈ రకమైన చిత్రహింసగాని నిర్బంధ విధానం జైలులో అమలు జరుగుతున్నట్లు లేదు.

ఈ పెద్ద మనుష్యులు హైదరాబాదు సంస్థానానికి వచ్చిన తరువాత జైళ్ళలోని నిర్బంధవిధానం చూస్తే, అవి కనీసం మానవుడు చేయువలసిన పనులు కావు. పూర్తిగా పశుత్వాన్ని అమలు జరిపారు సింధీలు. మామూలు సమస్యల కోసం—రొట్టె చాలుట లేదనిగాని, రేషన్సు సక్రమంగా యివ్వడం లేదనిగాని, కంట్రాక్టరు కాజేస్తున్నారనిగాని అంటే కూర్చోబెట్టి బూటుకాళ్ళతో నెత్తిమీద తన్నేవారు. ఆ బూట్లకువుండే ఇనుప సీలలు తగిలి ఖైదీలు బాధపడేవారు. మీరు ఆ బాధలు అనుభవిస్తే తెలుస్తుంది. జైలులో జపాలుచేస్తూ కూర్చొని "మా మీద ఏ నిర్బంధం చేయలేదు, జైలు అధికారులు బాగా ప్రవర్తిస్తున్నారు" అనిచెప్పడం ఈ ప్రభుత్వాన్ని పడగొట్టడం కోసం కుట్రలు పన్నుతున్నారు; వాళ్ళను అణచడం కోసం యివన్నీ తేబడుతున్నాయని అపహాస్యాలు చేయటం జరుగుతోంది. ఈ చట్టంలో ఇంకొకటుంది. ఖైదీ అనారోగ్యంగా వున్నట్లు నటించినట్లయితే శిక్ష విధించబడుతుందని వుంది. అనారోగ్యంగా వున్నట్లు నటించుట ఎలా? వాస్తవానికి అనారోగ్యంగా వున్నా జబ్బువచ్చిందని ఎవరు సర్టిఫై చేస్తారు? డాక్టరువద్దకు వెళ్ళాలి; ఆయన సర్టిఫై చేయాలి. కాని డాక్టరు సర్టిఫై చేయడని నేను గట్టిగా చెప్పగలను. నాకు అనుభవం వుంది. నేను ప్లూరసీ జబ్బువల్ల బాధ పడుతూంటే డాక్టరువద్దకు వెళ్ళాను. అక్కడ ఖైదీలంతా వరండాలో కూర్చొని వుంటే, జమేదార్ కర్రతో వచ్చి మీకు రోగంగా వుందా? మందు కావాలా? అని కొట్టాడు. అతనిని డాక్టరు పిలిపించుతాడు—ఇంతమందిని ఇక్కడకు వస్తే ఎల్లాగా? నేను ఇంటికి పోవద్దా—అని అంటాడు. అక్కడనుంచి ఖైదీలంతా తిరిగి కొట్లలోకి పోవలసి వుంటుంది. డాక్టరు సర్టిఫై చేయడు. అక్కడ డాక్టరు, సూపరింటెండెంట్ అంతా కలసి ఖైదీలచేత పని ఎక్కువగా చేయించుకోవాలని ఆలోచిస్తారు. ఎక్కువ పని చేయించి ఎక్కువ పంటలు, ఎక్కువ వుత్పత్తి చేయించి ఆ తయారైన సరుకును దొంగతనంగా మార్కెటుకు చేరవేసి అమ్ముకొనుట జైలు అధికారులుకు పరిపాటే. అంతేగాని, ఖైదీలకుజబ్బు వచ్చినా, ఏమి వచ్చినా సర్టిఫై చేయటం జరగదు. ఖైదీ జబ్బుగా వున్నడని గట్టిగా చెబితే, అతను పని ఎగగొట్టడానికి అలా అంటున్నాడని ఎదురు తిరిగి మాట్లాడుతున్నాడని శిక్ష విధిస్తారు. దీనివల్ల ఒక ప్రక్క ఖైదీయొక్క ఆరోగ్యంగురించి శ్రద్ధ వహించక పోవడం, రెండోప్రక్క ఎదురు తిరగాడని పని చేయుటలేదని శిక్ష విధించడం జరుగుతోంది. ఖైదీలకు ఇన్ని శిక్షలు యిందులో పెట్టారు. గాని అధికారులు ఏదైనా తప్పు చేస్తే దానికేమో శిక్ష లేదు. వారికి దీనిలో ఏ శిక్షా చూపించ లేదు. ఖైదీలతో సత్ప్రవర్తన కలిగి వుండాలని, మానవత్వం కలిగి ప్రవర్తించాలని లేకపోతే శిక్ష విధింపబడుతుందని ఇందులో ఏమీ లేదు. ఒకటి చూపించారు. జైలు అధికారులు ఖైదీ ఆహారాన్ని కాజేయకూడదని వాళ్ళ ఆహారంలోనుంచి దీసుకోకూడదని వుంది. కాని తీసుకుంటే శిక్ష ఏమీ లేదు. అసలు అది బుజువు కావడానికి వీల్లేదు. ఎందుకంటే కంట్రాక్టర్లు, జైలు అధికారులు అంతా కలసి ఈ పని చేస్తారు. అటువంటప్పుడు ఆహారంగురించి షికాయతు చేయడానికి ఖైదీలకు వీలులేదు. షికాయతు చేస్తే, ఎదురు ఖైదీలకే శిక్ష తయారౌతుంది. కాబట్టి ఎంతవేస్తే అంత ఆహారంతోటే తృప్తిపడివుండాలి. వాళ్ళకు వున్న యిబ్బందులు చెప్పుకోడానికి వీల్లేకుండా చేయుటవల్ల, వాళ్ళ ఆహారాన్ని కాజేస్తున్నా చెప్పుకోడానికి, విచారించడానికి అవకాశాలు లేవు. కాకపోతే జైళ్ళకు పోయి చూడడానికి అవకాశం వుందన్నారు. ముందుగా జైలరుకు ఫలాని రోజున వస్తున్నామని తెలిపితే, ఆనాడు ఏర్పాటు చేస్తారు. ఖైదీల మసిగుడ్డలన్నీ శుభ్రంగా ఉతికించి తొడిగించడం, ఆరోజున పూర్తిగా వండించిపెట్టడం జరుగుతుంది.

ఈ విధంగానే రోజూ అక్కడ జరుగుతుందని రోజూ ఖైదీలను ఇలాగే చూస్తున్నారని చెబుతారు. ఖైదీలను అడిగినా పెడుతున్నారనే చెబుతారు. అలా చెప్పకపోతే తెల్లవారేసరికి వాళ్ళకు శిక్ష పడుతుంది. బేడీలు వేయడమో, గంజ్‌లో పెట్టడమో, కొరడా దెబ్బలో లేక ఏ శిక్ష పడుతుందో తెలియదు. అందుకని జైలు అధికారులతో పగ పెట్టుకోకూడదనే దృష్టితో వాళ్ళు మనముందు అక్కడ జరుగుతున్న విషయాలు చెప్పడానికి సిద్ధపడరు. ఖైదీల ఆహారాన్నుంచి కాజేస్తున్న దొంగలను పట్టుకోటానికి అంతకన్నా అవకాశంలేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులో ఆ క్లాజు ఏదైతే వుందో అది పెట్టడం అనవసరం. అక్కడకు ఎప్పుడు పడితే అప్పుడు వెళ్ళి జైళ్ళ పరిస్థితులు విచారించడానికి ఒక విచారణ సంఘాన్ని నియమించి అవన్నీ విచారించడానికి పరిశీలించడానికి, తీర్పు ఇవ్వడానికి అవకాశం కల్పిస్తే బాగుంటుంది. అటువంటి సదుపాయాలేమీ లేకుండా ఖైదీలమీద పెత్తనం చెలాయించే అధికారులకే అలాంటి అవకాశాలు యివ్వడం వలన ఖైదీలకు ఎలాటి సౌకర్యం వుండదు. ప్రతి పక్షంనుంచి విమర్శలు చాలా వచ్చాయి. ఈ విమర్శల నన్నింటినీ దృష్టిలో పెట్టుకొని ఈ బిల్లును సవరించాలని కోరుతున్నాను. ఇప్పుడు వచ్చిన బిల్లు సరైన రూపంలో రాలేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులో చాలా ప్రధానమైన మార్పులు చేయువలసి యున్నది. అందుకని ఈ బిల్లును ఇప్పుడు వెంటనే పూర్తి చేయకుండా సెలెక్టు కమిటీకి పంపించి తిరిగి మరొకసారి ఆలోచించి మార్పులు చేసి శాసన సభలోకి తీసుకు రావాలని కోరుతూ నేను ముగిస్తున్నాను.

Shri L. K. Shroff (Raichur) : Without offering any apologies for speaking in English, I straightaway proceed to say a few words on what I feel about this Bill.

I have been hearing many hon. Members taking advantage of this opportunity to rip open a leaf from their own autobiogrophies. I find their experiences in Jail are being used to throw light upon the Bill and its consideration. But, I suppose, Sir, that whatever one's experience might have been in the past, the attitude and the frame of mind that we should bring for the consideration of this Bill should be some basic accepted principles.

There could be no two opinions about reforming a prisoner. Modern theories on this subject have been accepted by all people. Why, for that matter, if we go back even to old days, our scriptures make it very clear that the highest form of punishment for any kind of criminal offence is repentence; and repentence should be brought about not by giving bodily punishment but by bringing about a mental reformation. This is a commonly accepted principle. So, we have got to study this Bill from that point of view. And, if we find any lacuna in this, certainly it is quite open to us to bring in amendments.

The Statement of Objects and Reasons of this Bill makes one point clear, namely, that this Bill has been placed before the Assembly in order that legislation on the subject might be on a par with what is obtaining in the rest of India. So, it has got a limited object to serve. That is to say, it does not intend to proceed beyond what is obtaining in the other States of India. So there should be no surprise in finding that this is a modification in a way of the Central Act of 1900. Of course, there are certain provisions which are found in this Bill and which existed in that old Act of 1900, which do not appeal to our sense of justice, for instance, provisions regarding cellular (or solitary) confinement, whipping and such other matters. Certainly, we can bring in amendments to do away with these things.

Many criticisms that have been laid before this House on this Bill refer mostly to the details rather than to the principles. The details are generally found in the rules that will be prescribed by the Government under this Bill, which after passing will become an Act. If we find that the executive is being armed with powers, which it is not necessary or which it would be too much to do, we might try to amend the respective provisions. To say that all that is necessarily found in the Jail Manual should also be incorporated in this Bill would be too straining the provisions of the Bill. Of course, certain Members have gone to the extent of saying that this Bill has been prepared or even copied with the sole object of having a particular class of people in view or a particular section of people having certain political principles and following. I do not know why this view should be taken and having thought in that light Members have gone to the point of saying that a particular place of confinement should also be defined in this Bill ; that separate arrangements should be made for separate Confinement of such prisoners, etc. I was surprised to hear some such recommendations from people who are day in and day out speaking about classless society and all that, but who want to have separate classes in jails. Well, as I said in the beginning, itself, this opportunity has been taken advantage of by Members for giving expression to their own experiences and we have got to take them that way. Barring that, I should say that this Bill serves the purposes for which it has been made, and, therefore, with some modifications and amendments we should not find it too much to accept it.

*شری اناراؤ گن مکھی (افضل پور) :— مسٹر اسپیکر سر - اس بل کے بارے میں جو کانٹروسی ادھر اور اودھر کے آنریبل ممبرس کے درمیان پیدا ہوگئی ہے میں سمجھتا ہوں

کہ اس میں کچھ ایسی چیزیں ھیں جنکو سبجکٹیو اپروچ (Subjective approach) کہتے ھیں - چونکہ بہت سے ممبرس جیل کی زندگی گزار چکے ھیں اس لئے اس سلسلہ میں آبجکٹیو اپروچ (Objective approach) کرنا چاھتے ھیں - اگر واقعی اس قانون میں کسی قسم کی کمزوری ھے تو ادھر کے ممبرس اور اودھر کے ممبرس دونوں کو سوچنا چاھئے - پہلا اعتراض یہ کیا گیا ھے کہ سنہ ۱۹۰۰ ع کے سنٹرل ایکٹ کی کاپی ھے - میں سمجھتا ھونکہ سنہ ۱۹۰۰ ع کا ھو یا اوس سے بھی سو سال پہلے کا اگر کچھ اچھی چیزیں اس میں ھیں تو ھمکو قبول کرنے میں تامل نہیں ھونا چاھئے - جو چیزیں سنہ ۱۹۰۰ ع میں اچھی تھیں وہ سنہ ۱۹۵۴ ع میں بری نہیں ھو سکتیں - اور اگر بری چیزیں تھیں تو آج اچھی نہیں ھو سکتیں - اگر ایسی چیزیں اس میں ھیں جو موجودہ سوسائٹی کے رھن سہن کے طریقوں کے خلاف ھیں تو اونکو اڈجسٹ (Adjust) کیا جانا ضروری ھے - اگر سماج کے خیالات سے اسکا کوئی واسطہ نہیں ھے تو اسکو ریٹروگریسیو (Retrogressive) قانون کہا جا سکتا ھے - صرف اس بناء پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاھئے کہ یہ سنہ ۱۹۰۰ ع کا قانون ھے یا اوسکی کاپی ھے - یہ ٹھیک نہیں ھے -

میں سمجھتا ھوں کہ پنشمنٹ کے بارے میں یہ کہا گیا ھے کہ ریٹری بیوٹیو پنشمنٹ (Retributive punishment) نہیں بلکہ ریفارمیٹیو پنشمنٹ (Reformative punishment) ھونا چاھئے - یہ واقعہ ھے کہ انتقامانہ جذبے کے تحت کسی کو سزاء نہیں دیجانی چاھئے - ایک شخص کو سزا ھونے کے بعد اوسکی آزادی پوری طرح سلب ھوجاتی ھے کیونکہ وہ سوسائیٹی میں رھنے کے قابل نہیں رھتا - آزادی سلب ھونے کے بعد اسکے حقوق کا سوال نہیں رھتا بلکہ ھیومن پلین (Human plane) پر کس حد تک اسکو ٹریٹ (Treat) کرنا چاھئے یہ سوال رھتا ھے - لیکن یہ کہنا ھے کہ وہ آزاد ھے اور جیل کو اپنے فادر ان لا (Father-in-law) کا گھر سمجھکر مہمان کے طور پر جاکر مراعات مانگنا درست نہیں ھو سکتا - یہ ضرور غور طلب ھے کہ جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کی صورت میں اسکو کس قسم کی سزاء دیجانی چاھئے - چار قسم کی سزائیں ھوتی ھیں -

۱ - وھپنگ Whipping

۲ - آئرننگ Ironing

۳ - اکسٹرا لیبر Extra labour

۴ - سپریٹ Separate رکھنا —

یہ چاروں چیزیں ھیومن (Human) نہیں ھیں - ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ قیدی خلاف ورزی کرتے ھیں تو جیل کے داروغہ یا وھاں کے دوسرے افسر خود ھی تحقیقات کرتے ھیں اور خود ھی سزا دیتے ھیں - یہ اعتراض صحیح نہیں ھے - کیونکہ وہ صرف ڈسپلن (Discipline) کی خلاف ورزی کی سزا دیتے ھیں - جو

انتظامی نوعیت کی ہوتی ہے۔ کوئی پینل کوڈ (Penal Code) کی خلاف ورزی کرے تو اسکو پھر کورٹ ھی بھیجا جاتا ہے - یہاں جو سزا دیجاتی ہے وہ جوڈیشیل نوعیت کی نہیں ہوتی بلکہ انتظامی ہوتی ہے - اس بل میں آگے کے پراویژن میں بالکل صاف طور پر کہا گیا ہے کہ کوئی کریمنل ایکٹس (Criminal Acts) کرتا ہے تو اسکو پینل کوڈ (Penal Code) کے تحت سزا دیجائے گی - اور اوسے کورٹ کو بھیجا جائے گا . . . . . .

مسٹر چیرمن :- کیا آپ اور وقت لینگے ؟

شری انا راؤ گن مکھی :- ہاں میں اور وقت لونگا -

مسٹر چیر من :- اب ہم بر خاست کرتے ہیں - ساڑھے پانچ بجے ملینگے -

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House reassembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair*]

شری انا راؤ گن مکھی :- تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ڈسپلینری ایکشن (Disciplinary action) کے سلسلہ میں جو سزائیں دی جائیں گی اوس کے متعلق رولس بنانے کے پاورس گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں - اس میں بھی پینل آفنسس (Penal offences) کون کون سے ہوسکتے ہیں - اور پینل آفنسس کو سبسٹینٹیو آفنسس (Substantive offences) ٹریٹ (Treat) کرکے اون کے لئے بھی کیا سزا مقرر ہونی چاھئے اوس سے متعلق اختیارات بھی گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے- میں سمجھتا ہوں کہ جو سزائیں دی جاتی ہیں وہ چار قسم کی ہوسکتی ہیں - اس بل کے تحت وہپنگ (Whipping) کی سزا بھی دی جا سکتی ہے- میں سمجھتا ہوں کہ وہ سزا اس بل میں رہنے کے قطعاً لائق نہیں ہے - اور وہ بھی اس زمانے میں ایک ایسا ان ہیومن (In human) فعل ہے جس کو کوئی متمدن سوسا ئٹی برداشت نہیں کرسکتی - اس لئے ممبر انچارج سے میری یہ پرارتھنا ہے کہ وہ اس چیز کو اس بل سے نکال دیں -

Shri B. D. Deshmukh (Bhokardan-General): I think the Member-in-charge is not present in the House.

شری انا راؤ گن مکھی :- نوٹ تو لیا جا رہا ہے- بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ وہپنگ کی سزا قطعاً بند کی جائے اور اوس کو اس بل سے نکال دیا جائے تو ٹھیک ہوگا اس قانون کے اڈمنسٹریٹیو سکشنس کے ذریعہ آئرننگ یعني زنجیر وغیرہ پہنانا میں سمجھتا

ہوں کہ ڈینجرس (Dangerous) قسم کے قیدیوں کے لئے تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔ لیکن عام حالات میں اگر کوئی قیدی جیل کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو اس نمونہ کی سزا نہیں دی جانی چاہئیے دوسری چیز سیلولر پنشمنٹ (Cellular punishment) ہے وہ بھی اس زمانے کے تقاضے کے خلاف ہے ۔ ملاقات کے وقت بھی اگر کوئی دوسرا شخص نظر آئے تو جیلر اوس کو سیلولر پنشمنٹ دیگا وہ بھی ٹھیک نہیں ہے ۔ کیونکہ جس طرح اودھر کے آنریبل ممبرس نے ریمارک کیا سیلس (Cells) جو بنائے جاتے ہیں اون میں سورج کی روشنی نہیں پہنچتی اور نہ سینیٹری ارینجمنٹ (Sanitary arrangement) رہتا ہے۔ لیکن اس کی بھی سزا دی جائے گی ۔ زیادہ سے زیادہ اوس کو قید تنہائی میں رکھا جا سکتا تھا جہاں اوس کو اوس کے دوست وغیرہ سے ملاقات کا موقع نہیں دیا جاسکتا تھا ۔ لیکن انتقامی جذبہ کے تحت اون کو ڈنجنس (Dungeons) میں رکھنا ٹھیک نہیں کسی روم میں قید تنہائی کی سزا دی جا سکتی ہے۔ جہاں سورج کی روشنی پہنچ سکے اور سینیٹری ارینجمنٹس ہوں ۔ شاذ و نادر صورتوں میں جن قیدیوں کو علحدہ رکھنے کی ضرورت محسوس ہو رکھا جا سکتا ہے ۔ لیکن ڈنجنس میں رکھنا حالات کے منافی ہے ۔ اس کے بعد قیدیوں سے اکسٹرا لیبر (Extra labour) لینے کے متعلق کہا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈینجرس قسم کے قیدیوں سے اکسٹرا لیبر لیا جا سکتا ہے۔لیکن سزا کے طور پر اکسٹرا لیبر لینا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ۔ عدالتوں سے اون قیدیوں کو جو سزائے با مشقت دی جاتی ہے وہ خود کافی ہوتی ہے ۔ لیکن جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کرنے پر اون کے لئے سزا تجویز کرنا اوراون کو ٹاٹ یا کمبل پہنانا موجود حالات میں ٹھیک نہیں ہے۔ جس وقت اس بل کے سلسلہ میں رولس فریم کئے جائیں گے اوس وقت ان تمام چیزوں کو اپنی درشٹی میں رکھنا چاہئیے ۔ تاکہ قیدیوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے ۔ انسانی طریقہ پر جس طرح کا برتاؤ کیا جانا چاہئیے وہ برتاؤ کیا جائے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی میں عرض کروں گا کہ سبسٹینٹیو آفنسس (Substantive offences) کے سلسلہ میں رول میکنگ پاورس (Rule making powers) جو گورنمنٹ لے رہی ہے وہ گویا اس اسمبلی کے اختیارات کو ڈیلیگیٹ (Delegate) کرنے کے مترادف ہے ۔ یہ اختیارات کسی سب آرڈینیٹ لیجسلیشن کے ذریعہ کسی اکزیکیٹیو کو نہیں ملنا چاہئیے ۔ بلکہ جیل کے احکام کی خلاف ورزی یا سبسٹینٹیو آفنسس کے متعلق اس قانون میں بھی سزا کا اندراج ہونا چاہئیے کہ کون کون سی خلاف ورزیاں آفنسس کہلائی جاسکتی ہیں اون کے متعلق کیا کیا سزا اس قانون کے تحت دی جاسکتی ہے۔ اس کا ایک خاکہ اگر اس بل میں رکھا جاتا تو مناسب تھا ۔ لیکن اس طرح پاورس ڈیلیگیٹ کرنا ٹھیک نہیں ہے ۔ ڈسپلن کی خلاف ورزی کی صورت میں جیل سپرنٹنڈنٹ سزا دیگا ۔ لیکن کیا گورنمنٹ اس کے متعلق نہیں سوچ سکتی کہ اس طرح کی جو اڈمنسٹریٹیو سزائیں دی جائیں گی اون کی بھی تحقیقات کیوں نہ کی جائے ۔ کیوں نہ اون قیدیوں کا چالان کیا جائے جو ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوں ۔ اوس کے متعلق ثبوت پیش کرکے عدالت سے سزا دلائی جاسکتی ہے۔ قیدیوں کو خود عدالت سے سزا ملتی ہے پھر جیلر بھی سزا دیتا ہے

یہ دونوں سزائیں قیدیوں کو نہیں دی جانی چاہئیں - اون کو اس کا سبجکٹ (Subject) نہیں کرنا چاہئے- اس کے علاوہ جیل کے رفارمس کے سلسلہ میں جو رفارمس کئے جانے چاہئیں وہ رول میکنگ پاورس کے تحت کریں تو اچھا ہوگا - جیسا کہ اوس طرف کے آنریبل ممبرس نے کہا کہ اگر کوئی شخص کوئی پرووکیٹیو (Provocative) الفاظ استعمال کرتا ہے تو گویا جیل کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتا ہے اوس کو سزا دی جاسکیگی ایک شخص جو یہ نہیں سمجھ سکتا ہو کہ کس قسم کے الفاظ افنسیو (Offensive) یا ڈفنسیو (Defensive) قسم کے ہیں- اس ملک کا رواج کیا ہے ان تمام چیزوں کو سبجکٹیو آٹیٹیوڈ (Subjective attitude) سے ویو (View) کریں تو ٹھیک نہیں ہوگا - اس لئے محض الفاظ کی بنا پر کہ یہ الفاظ آفنسیو ہیں یا پرووکیٹیو ہیں جیلر کو سزا دینے کا اختیار دینا گویا اوس کو غیرمعمولی اختیارات دینے کے مترادف ہوگا- جیسا کہ ایک چیف جسٹس نے کہا

'Hard words break no bones'

یعنی سخت الفاظ سے کسی کی هڈی نہیں ٹوٹتی - کسی چیز سے مارنے سے نقصان پہنچ سکتا ہو لیکن محض سخت الفاظ کو بیس بنا کر سزا دینا ٹھیک نہیں ہے - جیل کے آفیسرس قیدیوں کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کریں گے وہ لوگ بھی اون کے ساتھ اوسی قسم کا برتاؤ کریں گے - اس لئے میں کہوں گا کہ اگر اون کی اصلاح کا مقصد ہو تو اون کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نرمی کی جانی چاہئے - تاکہ اون کو ریفارم کیا جاسکے - کسی انتقامی جذبہ کے تحت سزا نہیں دینا چاہئے - بلکہ اگر کوئی شخص سزا پاکر جیل میں آئے تو ہماری کوشش اوس کے متعلق یہ ہونی چاہئے کہ اوس کا ریفارمیشن (Reformation) ہو اور سوسائٹی میں جائے تو اپنا مقام پاسکے - جیل میں رکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اوس کو سوسائیٹی سے کچھ عرصہ کے لئے علحدہ رکھا جائے - ہمیشہ کے لئے تو اوس کو علحدہ نہیں رکھا جا سکتا - اگر جیل میں بھی سختی کی جائے گی تو اوس کا جو روگ ہے اور جو سائکالوجیکل ڈفکٹ (Psychological defect) اوس میں ہے وہ دور نہیں ہوگا - میں یہ کہنے والوں میں سے نہیں ہوں کہ جیل میں ڈسپلن نہیں ہونا چاہئے - یا اوس کو ممنوعہ کام کرنے کی آزادی رہنی چاہئے - اوس پر قیود عائد کرنا چاہئے - جب اوس کی باہر کی آزادی سلب ہو جاتی ہے تو پھر وہاں آزادی کا سوال نہیں رہتا - لیکن اوس کے ساتھ کس طرح کا ٹریٹمنٹ (Treatment) کیا جائے یہ دیکھنا ضروری ہے- اوس کے جو فنڈامنٹل رائٹس (Fundamental Rights) ہیں یعنی اگر وہ سزا یافتہ نہ ہو اور اوس کو اگر باہر سے کھانا کپڑا نہ مل سکتا ہو تو مناسب کھانا اور کپڑا دیا جانا چاہئے - یہ اوس کے ایلمنٹری رائٹس (Elementary Rights) ہیں جن کو ڈینائی نہیں کیا جاسکتا - اور تمام سہولتیں جو ممکن ہوں قیدیوں کو دینا چاہئے - یہ گویا اس بل کا مقصد ہونا چاہئے- سبسیڈیری جیلوں کے اعلان کرنے کا اختیار بھی لے لیا گیا ہے - بعض تعلقات میں ایک آدھ کمرہ ہوتا ہے - وہیں پائخانہ وہیں کھانے

پینے کا انتظام اور وهیں مجرم کو رکھا جاتا ہے۔ممکن ہے کہ ڈسٹرکٹ هیڈکوراٹر میں اچھی جیلیں هوں لیکن تعلقه هیڈکوارٹرس میں هم دیکھتے هیں که ان کا نام تو جیل هوتا ہے لیکن وہ دراصل ڈنجنس هوتے هیں ۔ وهاں نه هوا آ سکتی ہے اور نه روشنی وهاں کی کنڈیشن بھی ان سینیٹری (Insanitary) هوتی ہے اور ملزموں کو وهیں رکھکر تحقیقات کرائی جاتی ہے۔ میں سمجھتا هوں که جب همارا مقصد پرزنس کو ریفارم کرنا ہے تو اولا ان کی حالت کو سدھارنا چاهئیے اور ایک یونیفارم پیٹرن (Uniform pattern) لیکر تمام جیلوں کی از سر نو تنظیم کرنا چاهئیے اگر اسکے لئے اخراجات هوتے هیں تو اس کی پروا نه کی جانی چاهئیے لیکن کنڈیشنس کو بهتر بنا کر جیل کو اس قابل بنانا چاهئیے که وهاں ایک هیومن لائف (Human life) گزر سکے اور وهاں انڈر ٹرائلس (Under-trials) اور قیدیوں کو رکھا جا سکے ۔ اس طرف گورنمنٹ کو خاص توجه دینی چاهئیے ۔

سزاؤں کے بارے میں میں اس سے پہلے کہه چکا هوں ۔ مزید یه که وهپنگ (Whipping) کی سزا ختم هونی چاهئیے ۔ اور اسی طرح پابه زنجیر کرنے کی سزا بھی معمولی صورتوں میں نه دیجانی چاهئیے ۔ نیز یه که قیدیوں سے اکسٹرا لیبر (Extra labour) لینا بھی صحیح نہیں ہے۔ میں سمجھتا هوں که اس سے انکی هلت (Health) بگڑ جاتی ہے کیونکه عام طور پر ڈاکٹر یه مشوره دیتے هیں که وه هٹا کٹا آدمی ہے اس سے دس پندره گھنٹے کام لے سکتے هیں ۔ لیکن یه صحیح نہیں هو سکتا ۔ پہلے سے جو قید با مشقت کی سزا بھگت رہے هیں ان سے اور زیاده مشقت لیں تو یه مناسب معلوم نہیں هوتا ۔

میں اور ایک چیز یه کہنا چاهتا هوں که اگر جیل میں کوئی قیدی افنس (Offence) کرتا ہے تو اسکو کاگنیزیبل افنس (Cognizable offence) قرار دیکر عدالت میں پیش کیا جائے اور اگر وهاں اوسکے کے لئے مزید سزا کی تجویز هوتی ہے تو کوئی مضائقه نہیں اور اس میں کوئی چیز قابل اعتراض نه هوگی اس کے ساتھ ساتھ اور ایک چیز یه ہے که جیل ادھیکاریوں کو رول میکنگ پاورس بہت زیاده نه دینا چاهئیے ۔ مجھے اس بارے میں شکایتیں سننے کا موقع هوا که راشنس بھی پورے نہیں دئے جاتے اور بڈنگ وغیره بھی نہیں دیجاتی ۔ اسطرح کی بے ضابطگیاں رول میکنگ کے ذریعه ختم هو سکتی هیں ۔ اس لئے یه پاور جیل اتھاریٹیز کو نه دیا جانا چاهئیے ۔

* شری اندانپا (کشٹگی) :— مسٹر اسپیکر سر ۔ پیش شده بل پرکافی بحث هو چکی ہے مگر میں یه عرض کرنا چاهتا هوں که جیسے جیسے زمانه بدلتا ہے ویسی ویسی تبدیلیوں کی ضرورت هوتی ہے۔ ایک زمانه تھا که لوگوں میں تعلیم کا فقدان تھا یا انہیں شعور نه تھا وه ایک سامراجی دور تھا اور اوسوقت اپنی آسائش کے معاملات میں آواز بلند کرنا بھی بجائے خود جرم تھا ۔ لیکن اب جنتا راج قائم هوچکا ہے اس لئے انسان هر قسم کی سهولتیں حاصل کرنے کا متمنی ہے۔ وه سهولتیں جنکے لئے اوسنے کافی قربانیاں دی هیں۔

ہمارے پاس زمین کی کمی کی وجہ سے ذرائع آمدنی نہیں رہے ہیں اور چونکہ معاشی حالات بھی ٹھیک نہیں ہیں اس لئے حکومت بھی پوری پوری سہولتیں نہیں دے سکتی ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں ۔ اکثر انسان اپنے حالات میں تبدیلیاں خود پیدا کرتا ہے اور تا بحد امکان اپنے نفس پر قابو رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نفس اوس پر غالب آجاتا ہے اور انسان اس مجبوری کے عالم میں وہ کام کرتا جاتا ہے (چاہے وہ اوسکی ضروریات رفع کرنے کے لئے ہی کیوں نہو) جو قانون کی خلاف ورزی تصور ہوتا ہے ۔ اسطرح بحالت مجبوری انسان مجرم بن جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے آپ جرم کرکے جیل جانا نہیں چاہتا ۔ مگر وہ مجبور ہو کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور جیل جاتا ہے بس اسکے لئے ایک آسان مثال پیش کرتا ہوں ۔ خواہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ ہر شخص کی اپنی مجبوریات ہوتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مجبوریات اوسکے کنٹرول سے باہر ہوجاتی ہیں ۔ بیروزگاری ہی کو لیجئے ۔ آج کل اس بھیانک بیروزگاری کی وجہ سے سنجیدہ طور پر سوچنے والے لوگ بھی پریشان ہیں وہ عقل سے کام لینا چاہتے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے کوئی سہیتا نہیں مل رہی ہے اور نہ سوسائٹی انکی امداد کررہی ہے ۔ ایک طرف بیروزگاری اور دوسری طرف بھاری ذمہ داریاں ہیں اور وہ انکو مجبور کردیتی ہیں تو نفس کی خواہشات یا ضروریات کو رفع کرنے کے لئے گوکہ اونکا ضمیر انہیں لعنت ملامت کرتا ہے ایک عمل کربیٹھتے ہیں تو وہ قانون کی گرفت میں آکر مجرم قرار دئے جاتے ہیں ۔ جرائم کے کئی اقسام ہیں اور انکے لحاظ سے کم زیادہ سزائیں بھی ہیں ۔ جیل میں کسی مجرم کو بھیجنے اور انسداد جرائم کی تدابیر اختیار کرنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص جیل جاتا ہے تو وہاں اوسکی رہائش کا انتظام اور اوسکے ساتھ سلوک ناقابل برداشت نہ ہونا چاہئے ۔ خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ جنتا راج قائم ہوچکا ہے تو قیدیوں کے ساتھ بھی جو سلوک ہونا چاہئے وہ ناروا نہ ہو اور انکو جائز سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے حکومت امداد کرے ۔ ساتھ ساتھ اسکو ایک ناگرک (नागरिक) سمجھتے ہوئے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنے سابقہ اعمال اور کردار پر رپنٹ (Repent) کرتے ہوئے نفس کی زیادتیوں کو ختم کرے اور آئندہ کیلئے اچھے کام کرنے کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کرے ۔ قیدی کو بھی ایک انسان کا رتبہ دیکر کچھ سہولتیں دینا ضروری ہے کیونکہ ایک مرتبہ جرم کرکے سزا بھگتنے کے باوجود بھی اس میں ایک اچھا ناگرک بننے اور اپنے گھر دار کو سنبھالنے کی قوت باقی رہتی ہے اسلئے جیل خانہ میں بھی اسکی غذا ۔ اسکی رہائش اور دیگر چیزوں کے متعلق معمولی سہولتیں مانگی جارہی ہیں ۔ اسلئے موجودہ حکومت قیدیوں پر زیادہ توجہ دیکر انکو اچھے ناگرک بنائے ۔ اگر لوگ بیمار ہوں اور بر وقت علاج نہو تو اموات ہوتی ہیں ۔ اسیطرح قیدیوں کا بھی حال ہے ۔ انکے روحانی علاج کی طرف زیادہ توجہ دینا چاہئے ۔ انکو ایک اچھا شہری بننے کے پورے پورے مواقع سربراہ کرنے چاہئیں ۔ تنہائی میں وقت گزارنے کی وجہ سے

وہ خودبخود مجبور ہوجاتے ہیں اور اسکا انکی صحت پر بھی بہت اثر پڑنے کا امکان ہوتا ہے ۔ ایسی صورت میں یہ معمولی سہولتیں بھی مہیا نہ کیجائیں تو ان پر بڑی سختی ہوگی ۔ خصوصاً اونکے عزیزوں سے ملاقات کرنے کے بارے میں سختی نہ کیجائے اگر باپ جیل میں ہے اور اسکے بیٹے یا بیٹی کی شادی ہورہی ہے تو وہ زندہ رہنے کے باوجود چونکہ وہ جیل میں ہے شادی میں شرکت نہیں کرسکتا ۔ انسانی ہمدردی اور انسانی قرابت کے پیش نظر اسکو ضمانت پر رہا کرکے شرکت کا موقع دینا چاہئیے ۔ انہیں اس بات کا موقع ہونا چاہئیے کہ وہ اپنے گھر دار کے معاملات میں گفتگو کرسکیں اور اپنے عزیزوں سے ملاقات کرسکیں تاکہ اچھے اعمال کرنے کی انہیں ترغیب ہو اور جیل سے چھوٹنے پر وہ پھر کبھی جرائم کا ارتکاب نہ کریں ۔ انسداد جرائم کی ایک ذمہ داری حکومت پر ہے اس لئے قیدیوں کے نفس کی زیادتیوں کو گھٹانا اور انہیں ایک اچھا ناگرک بنانے کے لئے یہ ایک اچھا وقت ہوتا ہے جبکہ قیدی جیل میں رہتا ہے ۔ اسلئے قیدیوں کے ساتھ بھی حکومت اچھا سلوک کرے ۔ انکے ساتھ ایک بھائی اور ناگرک کے ساتھ جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے ویسا برتاؤ کرے تاکہ آئندہ کیلئے انہیں عبرت ہو اور وہ آئندہ جرائم سے باز رہیں محض اس لئے کہ وہ ایک برا کام کرکے وہاں چلا گیا ہے اسکے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے ان چیزوں کی جو کمی ہے اوسکو اس قانون کے ذریعہ رائج کیا جائے تو مناسب ہے ۔

* شری ایل ۔ این ۔ ریڈی (وردھنا پیٹھ):— مسٹر اسپیکر سر ۔ اب ہمارے سامنے جو پرزنس بل آیا ہے اس پر اوس طرف کے اور اس طرف کے آنریبل ممبرس نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ خاص طور پر اوس طرف کے چند آنریبل ممبرس نے نہایت سنجیدگی سے سوچکر کم از کم اس بل کے بارے میں یہ بتلایا کہ آج کے حالات میں حقیقت میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے ۔ مگر سوائے ان چند آنریبل ممبرس کے دوسرے آنریبل ممبرس نے اس بل کی تائید میں کہا اور یہ بتلایا کہ اپوزیشن کی جانب سے جو مطالبات کئے جارہے ہیں وہ قیدیوں کے لئے لکژریز (Luxuries) ہیں اس لئے انکے مطالبات ناقابل عمل ہیں ۔ یہ انکا استدلال تھا ۔ میں ادباً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا کنسپشن (Conception) آج کے بدلتے ہوئے حالات کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے وہ کنسپشن فیوڈل ڈیز (Feudal days) کا ہوسکتا ہے ۔ یہ اوس زمانہ کا کنسپشن ہوسکتا ہے جبکہ طرح طرح سے لوگوں کو گناہگار بناتے اور حقیر نظروں سے دیکھتے تھے ۔ آپ دیکھئیے کہ قتل کے مقدمات میں کیسے لوگوں کو ماخوذ کیا جاتا تھا ۔ اگر قتل کے مجرمین کے لئے سہولتیں مانگی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے ۔ لیکن قتل کیوں ہوا اس پر غور نہیں کیا جاتا تھا ۔ ایسا ہی اب آپ بھی غور نہیں کررہے ہیں ۔ جھگڑے کیوں ہوتے ہیں ۔ وارداتیں کیوں عمل میں آتی ہیں انکی اصل وجہ کیا ہے اس کا پتہ چلانے کی کوشش نہیں کی جاتی ۔ کسی کو جائداد سے محروم کیا جاتا ہے تو کسی کو قانون کی خلاف ورزی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر جرائم کا ارتکاب ہوا کرتا ہے ۔ وہ جرم صرف اسی صورت میں

کرتا ہے جبکہ وہ مجبور ہوجائے ۔ اوسے قانونی سہولتیں حاصل کرنے سے باز رکھا جائے ۔
لیکن یہ نہیں سوچتے ۔ بلکہ یہ بتلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مقتول کے بیوی بچوں
کا کیا حشر ہوگا ہم بھی مقتول کے حقوق کو مانتے ہیں اور اس کے لواحقین کو ضرور حقوق
ملنے چاہئیں لیکن خواہ مخواہ کوئی شخص کسی کا قتل تو نہیں کرتا ۔ خصوصاً ایسی صورت
میں جبکہ اوسے یہ معلوم ہو کہ اس فعل کے انجام دینے کے بعد اوسے کیا نتیجہ بھگتنا
پڑیگا ۔ اسی طرح چوری کی وارداتیں کیوں ہوتی ہیں ۔ آجکل بیروزگاری ہونے کی وجہ سے
پیٹ بھر کھانا تک نہیں ملتا تو وہ چوری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ ان کے لئے آج ہمارا
کانسٹیٹیوشن یہ گیارنٹی نہیں کرتا کہ ہم آپ کو کام دینگے ۔ یہ گیارنٹی نہ ہونے کی وجہ
سے وہ مجبور ہو کر مختلف طریقوں سے روزی کمانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس لئے میں سمجھتا
ہوں کہ جرم کے ارتکاب کے لئے کوئی نہ کوئی معاشی وجہ ضرور ہوتی ہے ۔ پھر ایسی صورت میں
جبکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے خوشی حاصل کرنے کے لئے جرم نہیں کرتا اور جیل جاتا ہے
تو اوس کے ساتھ کیا سلوک کیا جانا چاہیئے وہ قابل غور ہے ۔ اگر جیل میں غیر انسانی
سلوک کیا جائے تو قیدیوں کی اصلاح کیونکر ہوسکتی ہے ۔ اس پر غور کرنا چاہئیے ۔
پرانے اصولوں کے لحاظ سے جو سلوک انکے ساتھ کیا جارہا ہے اس پر غور کرکے اس کو
بدلنے کی ضرورت ہے ۔ سب لوگوں کا تجربہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ انسان کی
حیثیت سے سلوک نہیں کیا جاتا ۔ انکی آزادی سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم باہر
رہکر جس طرح جو چاہے کرتے ہیں وہاں وہ بھی ویسا ہی کریں لیکن اچھی حالت میں
رہنے کے لئے بھی انہیں موقع نہیں ہے ۔ جیل اتھاریٹیز (Jail Authorities)
انہیں انسان ہی نہیں سمجھتے ۔ وہاں تو معاملہ "معروضہ" کرنے سے شروع ہوتا ہے ۔
جیل میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ "میری یہ خواہش ہے ۔ میرا یہ مطالبہ
ہے ۔" اگر وہ ایسا کہے تو اس کو ڈرایا جاتا ہے اور مار پیٹ کی جاتی ہے ۔ میں اس کی
ایک دو مثالیں دیتا ہوں ۔ جب مہتمم صاحب یا جیلر صاحب آتے ہیں تو انہیں کمربستہ
اور سر جھکا کر کھڑے ہونا پڑتا ہے ۔ کیا آج ڈیموکریٹک ایج (Democratic age)
میں یہ چیزیں جائز سمجھی جاسکتی ہیں ؟ ایسے رولس وہاں بنے ہوئے ہیں
تو وہ اس قانون کے خلاف پڑتے ہیں یا موافق پڑتے ہیں میں سمجھنے سے قاصر ہوں ۔
وہاں ایک انسان کو انسان کی حیثیت سے ٹریٹ (Treat) نہیں
کیا جاتا ۔ کوئی قیدی یا کوئی انڈر ٹرائل (Under-trial) جو جیل میں
میں رہتا ہے سوائے اپنے لئے کچھ بولنے کے ، بازو میں چاہے دوسرا قیدی کتنی ہی
تکلیف میں کیوں نہو اس کے متعلق کچھ نہیں بول سکتا ۔ میرا یا یہاں کے اکثر لوگوں کا
یہ تجربہ ہے ۔ وہاں کے حکام یہ کہتے ہیں کہ تم دوسروں کے متعلق کچھ نہیں
بول سکتے اگر بولینگے تو ہم تم کو سزا دیں گے ۔ کیا آج دنیا میں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک
بھائی کئی مشکلات میں مبتلا ہو اور اوس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتے ۔
کیا آج کے حالات میں یہ جائز ہوسکتا ہے ؟ ٹریزری بنچس بڑے فخر سے کہہ رہے تھے کہ
ایک دفعہ بھی اس بل میں ایسا بتلائیے ۔ انہوں نے یہ چارج لگایا کہ اوس طرف کے

لوگ قانون پڑھکر نہیں آئے - گویا اوس طرف کے لوگ ہی پڑھکر آئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ خود وہ اس قانون کی تمام دفعات کو نہیں پڑھے ہیں - اگر وہ پڑھتے تو یہ گلیرنگ (Glaring)چیز کبھی انکی نظر سے نہ چوکتی - اس قانون میں خود درج ہے کہ ایک سیول پرزنر (Civil prisoner)یا ایک انڈر ٹرائل پرزنر (Under-trial prisoner) اپنے پاس کی چیز دوسرے سیول پرزنریا انڈر ٹرائل پرزنر کو دے تو قواعد جیل کی خلاف ورزی ہوگی - جب میں جیل میں تھا تو دوسرے شخص کو ایک سگریٹ تک نہیں دے سکتا تھا - اگر کسی کے پاس زیادہ کپڑے ہیں اور دوسرے کے پاس کپڑے نہیں ہیں تو کپڑے تک نہیں دے سکتے - اسی طرح اگر کسی کے پاس مکان سے کھانا آتا ہے تو بازو کے قیدی کو کھانا دینے سے منع کرتے ہیں - دفعہ ۳۶ میں یہ صاف صاف رکھا گیا ہے کہ کوئی قیدی کسی دوسرے قیدی کو کوئی چیز نہیں دے سکتا - کیا اس زمانے میں آپ ان چیزوں کو بحال رکھنا چاہتے ہیں - میں ٹریژری بنچس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی شخص نے جیل میں جانے کے بعد ہم ہمیشہ کے لئے اوس کے انسانی ہمدردی کے جذبہ کو کچلدینا چاہتے ہیں - آپ کے قانون میں کیا ہے آنکھ کھول کر دیکھ لیجئے - آپ ہر ایک دفعہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو اس میں انسانیت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے بہت سی چیزیں ملینگی اور اگر ہم انکو رمو (Remove) نہیں کریں گے تو بہت ہی برے نتائج برآمد ہوں گے - آج جیل سے چھوٹتے ہیں تو پھر دوسرے تیسرے دن جرم کر کے وہاں واپس چلے جاتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے آپ اس پر غور نہیں کررہے ہیں - انہیں بہتر تربیت کیوں نہیں دی جاتی - ان کے دماغ میں یہ کیوں بٹھادیا جاتا ہے کہ جیل میں رہتے ہیں تو دو روٹی اور دال برابر ملتی ہے - اس نقطہ نظر کو بدلنے کے لئے کوئی چیز قانون میں نہیں ہے -

دوسری چیز یہ ہے کہ قیدیوں کے حقوق کے متعلق ہمیں کئی چیزوں پر غور کرنا چاہئے مثلا یہ کہ قیدیوں سے کتنے گھنٹے کام لینا چاہئے - اگر کام لینا ہی ہے تو کس قسم کے قیدیوں سے کیا کام لیا جانا چاہئے - اور اگر کام لیتے ہیں تو کیا معاوضہ انکو دیا جانا چاہئے ہم ان لوگوں کی طرف سے معاوضہ دینے کے لئے مانگ نہیں کررہے ہیں جو باہر کام کررہے ہیں - لیکن جب وہ جیل میں کام کرتے ہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ معاوضہ ملنا چاہئے تا کہ اس سے انہیں کام کرنے کی ترغیب ہو اور جیسا کہ ہوم منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں انہیں جیل میں سہولتیں دیگئی ہیں تو انکے پاس خرچ کرنے کے لئے پیسہ بھی ہونا چاہئے - نیز یہ کہ جب وہ جیل سے چھوٹتے ہیں تو وہ اپنے جمع شدہ پیسے سے کام لے سکتے ہیں اسلئے باہر جو معاوضہ ملتا ہے کم از کم اسکا نصف اونکو وہاں ملنا چاہئے - مجھے معلوم ہے کہ آپ جیل میں ۹ - ۱۰ گھنٹے کام لیکر ماہانہ ایک روپیہ سے زیادہ کسی قیدی کو نہیں دیتے - کیا آپ ان چیزوں کو آج بھی رائج رکھنا چاہتے ہیں کیا یہی انسانیت ہے - اگر معقول معاوضہ دینے کے لئے کوئی گنجائش رکھتے تو ہم اس قانون کو بہتر سمجھتے - چاہے آج تک کی ترسیات -

اس قانون میں لائی گئی ہوں لیکن ۱۹۰۰ ء میں ہندوستانیوں کو کچلنے کے لئے جو اصول اختیار کئے گئے تھے وہی آج بھی اس میں مضمر ہیں ۔ کوئی نیا اصول اس میں نظر نہیں آتا ۔

اسکے بعد میں قیدیوں کی تعلیم کے متعلق کہونگا ۔ اگر آپ اسکو اسٹاٹیوٹری (Statutory) قرار دیں تو سب ھی لوگ اسکو مناسب سمجھینگے ۔ بعض قیدیوں کو دو چار مہینے کی اور بعض کو ۱۰ - ۲۰ سال کی اور بعض کو حبس دوام کی سزا ہوتی ہے ۔

آپ اپنے پر کیا پابندی عائد کررہے ہیں ۔ کیا لزوم اسکی وجہ سے عائد ہورہا ہے اسکی کوئی صراحت نہیں ہے ۔ اونکو جو کپڑے دئے جاتے ہیں وہ بھی سفیشنٹ (Sufficient) نہیں ہوتے اور آپ کہتے ہیں کہ سفیشنٹ نمبر میں دینگے ۔ اس طرح کے مبہم الفاظ رکھے گئے ہیں اس سے کیا فائدہ ہے ۔ وہاں ایک پاجامہ اور ایک کرتا دیا جاتا ہے ۔ ہم ایک زمانے سے مانگ کررہے ہیں کہ دھوتی دینی چاہئے لیکن آج تک ہماری یہ مانگ پوری نہیں ہوئی ۔ نیشنل ڈریس (National dress) اسکے کیا معنے ہیں ۔ کیا اسی پاجامے اور کرتے کو نیشنل ڈریس کہا جاسکتا ہے جہاں انکے حقوق کا سوال آتا ہے تو آپ کوئی صراحت نہیں کرتے بلکہ مبہم الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ اسلئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرونگا کہ وہ ان چیزوں پر غور کریں ۔ جیل کے عہدہ داروں کے کیا فرائض ہیں اور کن لوگوں کو جیل کا عہدہ دار سمجھا جائیگا ۔ یہ چیزیں اس میں نمایاں ہیں ۔ جو سزائیں ناقابل برداشت سمجھی جاتی تھیں انکے خلاف برٹش گورنمنٹ کے زمانے سے لوگ بھوک ہڑتال کرکے اور مختلف طریقوں سے لڑے ہیں ۔ ہمارے بڑے بڑے لیڈروں نے کتابیں لکھی ہیں ۔ پنڈت جی نے بھی کتابیں لکھی ہیں کہ جیلوں میں کس قسم کی اصلاح کرنی چاہئے ہم جو نعرہ مار رہے ہیں یہ کوئی نیا نعرہ نہیں ہے ۔ جس وقت آپ جیلوں میں بند تھے تو آپ ھی نے مطالبہ کیا تھا کہ سیاسی قیدیوں کو اے کلاس دیا جائے بی کلاس دیا جائے وغیرہ ۔ لیکن افسوس کہ اس قانون میں یہ نہیں بتایا گیا ہے ۔ سیاسی قیدیوں کو کونسے کلاسس دئے جائینگے اس بل میں کہیں ذکر نہیں ہے ۔ انڈیا میں بھی ایسے رویات ہیں ۔ مگر اس میں اسکا ذکر نہیں ہے ۔ کریمنل برزنرس اور ڈیٹینیوز (Detenues) کے متعلق دیکھئے کہ دوسری جگہ کیا سہولتیں ہیں ۔ مدراس میں دیکھئے کہ وہاں کیا سہولتیں دیگئی ہیں وہاں ڈیٹینیوز کو روزانہ دو روپیہ بارہ آنہ بھتہ دیا جاتا ہے ۔ کپڑوں کیلئے (۵۰) روپیہ الونس دیا جاتا ہے ۔ انہیں فی ہفتہ ایک سوپ (Soap) دیا جاتا ہے ۔ اور ٹوتھ پسٹ (Tooth paste) دیا جاتا ہے ۔ ہر تین مہینے کو ایک چپل دیجاتی ہے ۔ یہ ساری چیزیں ہم نے لڑکر حاصل نہیں کی ہیں ۔ آپ ھی لوگوں نے حاصل کی ہیں جب آپ جیل میں تھے ۔ لیکن افسوس کہ آج یہ ساری چیزیں اس قانون میں نہیں ہیں ۔ آج اس میں جو سزائیں تجویز کیگئی ہیں وہ نظام کے زمانے میں بھی عملا نہیں تھیں ۔ گو جیل مینول میں اونکا اندراج تھا

لیکن عمل میں نہیں لائے جاتے تھے - آپ نے اس میں ٹاٹ پٹری کا لباس تجویز کیا ھے
میں پوچھتا ہوں کہ آج کے زمانے میں کوئی اسکا تصور بھی کرسکتا ھے - میں نہ
سمجھ سکا کہ آپ کا دماغ کس طرف کام کررھا ھے - آپ اون باتوں کی تقلید کرنا چاھتے ھیں
جو سامراجی زمانے کی باتیں تھیں - جسکے خلاف کئی سال تک ھم اڑ چکے ھیں - بید
کی سزا کی دونوں جانب سے مذمت کیگئی ھے ممکن ھے کہ آنریبل منسٹر اس پر مکرر
غور کریں - پینل ڈائیٹ (Penal diet) کے متعلق کلاز ۴۶
سب کلاز ۹ میں یہ بتایا گیا ھے :-

"penal diet, that is, restriction of diet in such manner and subject to such conditions regarding labour as may be prescribed by the Government."

یہ پینل ڈائیٹ کا بھی عجیب قصہ ھے - جب کوئی جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کرے
تو جیل کے عہدہ‌دار ایک ھفتہ دو ھفتے گنجی (جسکو جیل میں کانجی کہا جا تا ھے)
پلاتے ھیں - جسکو تلنگی میں گنجی کہا جاتا ھے - اسکو پانی نمک اور آٹا ملاکر بناتے
ھیں - آپ جیل کی یہی اصلاح کررھے ھیں - اسی طرح انسان کو انسان بنانے کی فکر
ھے - اسپوزیشن آف فٹرس (Imposition of fetters) ھینڈ کفس
(Handcuffs) - اڑدنڈا - کڑدنڈا - یہ چیزیں اس قدر خراب ھیں
کہ انکو پہنکر تھوڑی دور چلنا بھی مشکل ھوجاتا ھے - اس طرح کی کڑی سزائیں آپ نے
اس قانون میں رکھی ھیں -

श्री. शेषराव वाघमारे (निलंगा) :– आडादंडा कब डालते हैं ?

شری ایل - این - ریڈی :— جب جیل کے عہدہ دار یہ سمجھتے ھیں کہ قیدی
جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کررھا ھے تو یہ چیزیں ڈالتے ھیں - بہرحال اس بل کو
دیکھنے کے بعد یہ معلوم ھوگیا کہ آج جیلوں میں جو عمل اختیار کیا جارھا ھے اوس کو
لیگلائز (Legalise) کرنے کے لئے یہ قانون لایا جارھا ھے - کوئی
سہولت اس میں نہیں ھے اگر ھے تو بتائیے اس بل کو سامنے رکھکر بتائیے کہ فلاں چیز
اس میں نئی ھے جو پہلے قانون میں نہیں تھی -

سالیٹری کنفائنمنٹ (Solitary confinement) - یہ قیدی کے دماغ پر
نہایت برا اثر کرنے والی چیز ھے - کہا جاتا ھے کہ لوگ جاتے آتے نظر آتے ھیں لیکن
ایسا نہیں ھے - دوسرا سنگل گنج ھوتا ھے اور تیسرا ڈبل گنج ڈبل گنج کے دو دروازے
ھوتے ھیں - ایک سرکل رھتا ھے اور اس پر بھی پٹی لگی رھتی ھے - اس میں رھنے والے
قیدیوں کو گھومنے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا - بعض وقت تھوڑا سا موقع دیتے بھی
ھیں لیکن ھم کو اوس زمانے میں ایسا موقع نہیں دیا جاتا تھا - چوتھا برج گنج ھوتا
ھے - اس میں سے کوئی آدمی نظر نہیں آسکتا صرف دیوار نظر آتی ھے - اس بل میں آپ
تین مہینے یا ایک مہینے کی سزا کا اختیار مہتمم کو دے رھے ھیں - قانون تعزیرات

کے تحت مجسٹریٹ کو بھی ایک مہینے سے زیادہ مدت تک ایسی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے - مجسٹریٹ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ ایک مہینے سے زیادہ سپریٹ کنفائنمنٹ (Separate confinement) سزا دے - اس میں بھی وقفہ دیا جاتا ہے ایک ہفتہ سے زیادہ ایک وقت میں نہیں رکھا جاسکتا - جب پینل کوڈ میں مجسٹریٹ کے اختیار کو اس طرح محدود کیا گیا ہے تو آپ یہاں تین مہینے اور ایک مہینے کے جو اختیارات مہتمم کو دے رہے ہیں وہ غلط ہیں - آپ کہتے ہیں کہ دوسروں سے ملنے نہیں دیا جاتا لیکن دوسرے لوگ نظر آتے رہتے ہیں - اس لئے کہ یہ سپریٹ کنفائنمنٹس (Separate confinements) نہیں ہوتے - قانون تعزیرات میں اس کے معنی صاف ہیں آپ اس کو کیسے بدل سکتے ہیں - وہاں قیدیوں کو جیل مینول بھی نہیں دیا جاتا ہے - کہا جاتا ہے کہ صرف عہدہ داروں کے استعمال کے لئے ہے -

डिप्टी मिनिस्टर फॉर होम (श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर) :– यहां पर रखा हुवा है, आप देख सकते हैं ।

شری ایل - این - ریڈی :— قیدیوں کو کیا تکلیف ہے میں بتا رہا ہوں - ممبروں کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں - قیدیوں میں سے کتنے لوگوں کو جیل مینول دیا جاتا ہے ؟ کس عہدہ دار نے دیا ہے کیا یہ بتایا جاسکتا ہے - جیل کے حکام تو فرعون بنے رہتے ہیں - وہ مطلق العنان ہوتے ہیں - ان پر کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا - وہ سمجھتے ہیں کہ قیدیوں کی جان و مال کے ہم مالک ہیں - وہاں بال رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی - ہیر کٹنگ (Hair cutting) کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ سر منڈھوانا پڑتا ہے - بال رکھیں تو سزا دیجاتی ہے اور جبراً سر منڈھوایا جاتا ہے - جیل کے عہدہ داروں نے کئی لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے -

ایک شخص میرے بازو کے سل (Cell) میں تھا اور میرے جیسے بال رکھتا تھا - اسکو جبراً لیجا کر سرمنڈھوا کر بھیجا گیا - اسطرح کی حرکات سن سانے کرتے ہیں - کسی کو مارنا پیٹنا تو معمولی چیز ہے - اسطریقہ کی ظلم و زیادتی وہاں کرتے ہیں ایسے لوگوں کو آپ سزاؤں کا اختیار دینے کے لئے کہہ رہے ہیں - ہم اب برٹش گورنمنٹ کے زمانہ میں نہیں ہیں جو اس قسم کی سزائیں دی جائیں - ہم اپنے راج میں ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اس بل کی حالت ہے - ان کو انسان بنانے کے لئے آپ کیا کررہے ہیں - لکژریز (Luxuries) تو کیا کم از کم انسان بنانے کے لئے موقع نہیں دیا جارہا ہے تا کہ باہر آنے پر وہ دوسرے انسانوں میں مل جلکر رہ سکیں یہ نظریہ اس میں کہیں بھی نظر نہیں آتا - اس لئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں - اس میں کئی چیزوں کا اضافہ کرنا ہے - ویجس وغیرہ وغیرہ - اس لئے اس بل کو ہرلی برلی (Hurly-burly) پاس کرنے کی بجائے سلکٹ کمیٹی کو ریفر کیا جائے تا کہ ایک انسان کی حیثیت سے پرزنرس کیسے رکھنا چاہئیے اس پر غور کرکے ایک موزوں بل لایا جاسکے -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—अध्यक्ष महोदय, अभी जो यहां बहुत जोर शोर से तकरीर की गअी वह मैंने सुनी है। अिन तकरीरों के बारें में मुझे यही कहना है कि कुछ थोडे हृदतक, बहुतही थोडे हृदतक, कुछ सुझाव यहां पर पेश किये गये जो वाकअी अच्छे थे। लेकिन आम तौर पर कोअी खास सुझाव नहीं दिये गये। वही पुराना राग आलापा गया। अिस तरह से वही पुरानी बातें बार बार दोहराना और अुसके बारें में कहते रहना अपोजिशन मेंबर्स को शोभा नहीं देता है। ऑनरेबल मेंबर्स ने जो बातें यहां पर जेल के बारें में कहीं, मालूम होता है कि वह अुनका पुराना तजरूबा है हालिया तजरूबा नहीं है। कुछ हालिया तजरूबा भी बयान किया जाता तो ठीक होता। मैं समझता भी था कि कुछ हालिया तजरूबा बयान किया जायेगा और आजकल जेल में जो अच्छी बातें की जारही हैं अुनकी तरफ भी अिशारा किया जायेगा। लेकिन अैसा नहीं हुआ। हालिया तजरूबा अुन्हें मिलाही नहीं तो वे कहांसे बयान करेंगे ? आज कल जेलों में क्या किया जा रहा है यह ऑनरेबल मेंबर्स को मालूम हो अिस ख्याल से मैंने अेकबार आर. टी. डी. बस का अितेजाम किया था, और ऑनरेबल मेंबर्स को दावत दी थी कि वे वहां पर आकर देखें की जेलों में आजकल क्या किया जा रहा है। अुस समय ५०, ६० अेम. अेल. अेज. वहां गये। लेकिन अुनमें कौन कौन थे यह मुझे याद नहीं है।

شری پنڈم واسدیو :— ۸ نمبر بارک میں جانے سے کیوں روکا گیا ؟ منسٹر صاحب کی تشریح کریں -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—जरा धीरज से सुनिये। मैं सब बातें आपके सामनें बयान करनेवाला हूं। वहां पर मैंने सबको दावत दी थी, और आर. टी. डी. बस का भी अितेजाम किया गया था। लेकिन वहां पर देखने के लिये बहुत ही कम समय मिला अैसा मेरा ख्याल है। अितने कम समय में वह बातें नहीं देखी जा सकतीं जो आज कल जेलों में की जा रही हैं। यह अेतराज किया गया कि हमें कैदियों से मिलन के लिये मौका नहीं दिया गया। अैसा हो सकता है। क्योंकि जेल के भी कवायद होते हैं। और हर चीज के लिये कोअी लिमीटेशन्स भी हुवा करते हैं। आपको जो वहां पर भेजा गया था वह किसी से बोलने के लिये, या और किसी काम के लिये नहीं बल्कि जेल के हालात क्या हैं यह मालूम करने के लिये भेजा गया था। अगर अिस तरह से कैदी के साथ बोलना जेल के कवायद के तहत नही आता हो तो यकीनन बोलने की मनाअी की गयी होगी। और अुसी वजह से रोका गया होगा।

जेलों मे देखने के लिये जो वक्त दिया गया था वह काफी नहीं हुवा अैसा भी कहा गया। यह सही है। ज्यादा तफसींल से देखने के लिये ज्यादा समय की जरूरत है यह मैं भी मानता हूं।

شری اے- رامچندرا ریڈی :—بات کرنے کی اجازت نہیں دیگئی- وهاں جانے والوں میں میں بھی تھا کوئی قیدی مجھ سے بول رہا تھا تو ناظم صاحب نے وهاں آکر روک دیا - اور معلوم هوا کہ بعد میں اسے سزا بھی دیگئی-

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :— جب تک ایک تقریر کرنے والے ممبر بیٹھ نہ جائیں دوسرے ممبر تقریر شروع نہ کریں -

شری اے- رامچندرا ریڈی :—کیا آنریبل منسٹر کل یا پرسوں جانے کا موقع دینگے ؟

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—मै समझता हूं अेक या दो घंटेसे भी यह काम नहीं हो सकेगा। अुसके सही तफसिलात मालूम करने हैं तो कमसे कम दो या तीन महिने वहां पर रहने की जरूरत है। तभी कुछ सही तौरपर मालूम हो सकता है।

شری اے۔ راچندرا ریڈی :— آنے والا هفته اوراتوار یعنی دو دن دیجئے -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—अितना वक्त काफी नहीं होगा, कुछ महिनोंकी जरूरत है। आप यदि सही नुक्तेनजरसे किसी बात को देखेंगे तो आप थोडे ही समय में काफी बातें देख सकेंगे, लेकिन यदि आपका दृष्टिकोण ठीक नहीं है तो आपको १ साल भी पूरा नहीं होगा। आप यदि अेक दूषित दृष्टि से ही देखना चाहिंगे तो आपकी दृष्टि कभी भी साफ नहीं होगी। आपके देखने के और बातें समझने के ढंग में तबदीली होनी चाहिये। जबतक आप किसी बात की तरफ सही ढंग से देखना नहीं सीखते हैं तबतक अिसकी कोअी अुमीद नहीं है कि आप अिसे ठीक समझ भी सकेंगे या नहीं। अिपार्शल तरीके से बातों की तरफ देखने की दृष्टि पहले आनी चाहिये तभी आप को सही बातें मालूम हो सकती हैं। आप यदि अिस बात की तरफ अिपार्शल ढंग से देखेंगे तो आपको मालूम होगा कि आज जेलों में कितनी तरह की सहुलियतें दी जाती हैं। आप यदि वहां जायेंगे तो वहीं रहना चाहेंगे अितनी अच्छी अच्छी सहुलियतें अुन्हें आज वहां फराहम की जा रही हैं।

شری ایم - بچیا (سرپور) :— تو پھر نکسٹ سشن (Next session) وهیں بلائیے -

شری اے۔ گروا ریڈی (سدی پیٹھ) :— وهاں ملاقات کے لئے جب لوگ آتے هیں تو موجودہ حالات میں کتنے گھنٹے اونہیں باهر رهنا پڑھتا ھے ؟

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—मैं सब बातें तफसील से आपके सामने रखने वाला हूं, आप जरा सबूर कीजिये। फर्स्ट रीडिंग के शूरू में ही मैंने कहा था कि अिस बिल का खास मकसद यही है कि सब स्टेटों के जेल संबंधी कानून में अेकसानियत लाअी जाय। मै मानता हूं कि अुसमें बहुत सारी चीजें नहीं होंगी। दफा ६० के तहत गव्हर्नमेंट को यह अेखत्यार दिया गया है कि क्या सहुलियतें जेलों में होनी चाहिये अिसके बारें में समय समय पर गव्हर्नमेंट नियम बना सकती है। और वह सब नियम जेल मॅन्युअल में और नोटिफिकेशन के द्वारा लोगों को मालूम कराये जाते हैं। मै यह नहीं समझता कि अिस तरह का अेतराज क्यों किया जा रहा है कि अिन सब बातों को बिल में ही लाना चाहिये। हम कोअी अलग बात नहीं कररहे हैं। दूसरे स्टेटों में भी अिसी तरह का कानून है और वहां भी गव्हर्नमेंट को ही यह अेखत्यार दिया गया है कि वह अिसके बारें में नियम बनाये।

شری اے۔ گروا ریڈی :— ایسی کرمنل منٹالیٹی (Criminal mentality) کو دور کرنے کے لئے آپ جیل میں ان کے ساتھ کیا کررهے هیں ؟

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—जेल मॅन्युअल कोअी चीज ही नहीं हैं, अैसी बात नहीं है। जेल मॅन्युअल यह अेक खासी बडी किताब है और सब बातों के बारें में अुसमें कवायद दिये हुअे हैं। और आज वह पूरी किताब हाअुस के टेबल पर रख दी गयी है अुसे आप देख सकते हैं। जो चीजें

जेल मॅन्युअल में रखी गअी हैं वह सब चीजें अिस बिल में आनी चाहिअे अिस तरह की जो ख्वाअिश की जा रही है वह सही नहीं है। अिस बिल का मनशा यह नहीं है कि अिसे अेक जेल मॅन्युअल की शकल दी जाय। मैं कहता हूं कि कुछ बातें जरूर अिस कानून में आनी चाहिये और वह बराबर आयेंगी लेकिन सभी बातें अिस कानून में लाने का हमारा मनशा नहीं यह मैंने पहले ही कहा है। हमारा मकसद सिर्फ अितनाही है कि अिसके बारे में सब स्टेटों में अेकसा नियत हो अिसलिये यह बिल लाया गया है। लेकिन यह कहना कि यह कानून तो १९०० के कानूनसे भी बत्तर है, यह अेक निजामी कानून है, और अंग्रेजों के जमाने का कानून है, यह पुराना है, और बिलकुल बेकार है, वगैरा यह सही नुक्तेनजर नहीं है ।

यह भी कहा गया कि जो फंडामेंटल राअिट्स कॉन्स्टिट्यूशन ने दिये वह सब जेलों में भी दिये जाने चाहिये, अितनाही नहीं बल्कि अिससे भी बढकर ज्यादा अधिकार वहां के लोगों को दिअे जाने चाहिये। लेकिन जिन्होंने यह सुझाव रखा अुन्होंने यह नहीं सोचा कि जेल में सिर्फ पोलिटिकल कैदी ही नहीं होते हैं। वहां पर कअी तरह के लोग आया करते हैं। जेलोंमें कुछ लोग तो अैसे आते हैं कि जिनकी क्रिमिनल मेंटॅलिटी होती है। अुनकी मेंटॅलिटी ही क्राअिम करने कि होती है। कुछ तो अैसे बेशरम रहते हैं कि छूटने के बाद जेल में कहकर जाते हैं कि हमारा लोटा थाली अच्छी तरह रखिये, आज के आठवें दसवें दिन हम फिर यहीं आनेवाले हैं, जेलखाना तो हमारा घर ही है। आड डन्डेके बारेंमें भी बहुतकुछ कहा गया। लेकिन कुछ कैदी अैसे होते हैं कि आडे डंडेके बादभी फरार हो जाते हैं। क्या आपका यह कहना हैं कि नरसिम्हा डाकू, या आदीलाबाद का शाम्या या हुसेन अिस तरह के जो मशहूर डाकू हैं अुन्हें भी फन्डामेंटल राअिट के नाम पर सब तरह की सहुलियतें देनी चाहिये? और अुनको भी सबके साथ लाना चाहिये? क्या यह आप जैसे ऑनरेबल मेंबर्स की जहनियत हो सकती है ?

شری اے۔ گروا ریڈی :— کیا آنریبل منسٹر جانتے ہیں کہ آپ جو تھیوری (Theory) فرمارہے ہیں اس کو ریجکٹ (Reject) کیا جا چکا ہے؟ لیٹسٹ تھیری میں اسکو غلط ثابت کیا گیا ہے۔

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—जरा सबरसे सुनिये तो सही। मैं सब बातें बताने वाला हूं। यह बात सही है कि कुछ लोग माशी पस्ती के कारण भी जेलों मे आ जाते हैं। लेकिन अिस तरहसें जेल में आनेवालों की तादाद कम होती हैं। हॅबिच्युअल क्राअिम करनेवाले जो लोग होते हैं अुनका पेशा ही जरायम करने का होता है। और वही लोग हर वक्त जेलों में आया करते हैं। अैसे जो लोग हैं अुन्हें कडी से कडी सजा देने मे कोअी पशोपेश नहीं होना चाहिये।

कुछ डाकू तो बडे होशियार होते हैं। अुनका यह रेग्युलर पेशा होता है। जब मैं प्रॅक्टिस करता था तब मैंने सुना था कि अेक डाकू अैसा है कि जो पीठ से दीवाल चढ सकता है और अुसको सीडी आदि की कुछ जरूरत नहीं होती। अेक दफा अेक कलेक्टर दौरे पर गये थे तब अुन्हें अैसा मौका आया था कि अेक डाकू का केस अुनके सामने आया। अुसे रिहा करने के बाद पूछा गया कि तुम चोरी कैसे करते हो, तो अुसने कहा कि अगर आप नाराज न हो तो आज ही आपके घर में चोरी करके बताता हूं। और बाद में अितना पुलिस का पहरा रहते हुवे भी अुसने अुनकी कलम

चुराकर बताओी। अिस परसे यही बात दिखती है कि कुछ लोगों की जहनियत ही क्राअिम करने की होती है और अुनका तो यह पेशा ही रहता है। अिनकी सुधारणा करनी है तो कुछ सख्ती करनी ही पडेगी। अैसे लोगों के लिये कुछ कुछ कायदे करना जरूरी होता है। मेरा मतलब यह नहीं है कि अैसे कायदे बनाने के बाद कुछ अच्छे लोगों को भी अुसका कष्ट नहीं होता है। लेकिन अुसके लिये क्या किया जाय, खराब के साथ अच्छे लोगों पर भी वह कवानीन कभी कभी अिस्तेमाल होते है। जेलों में जो हार्ड क्रिमिनल्स होते हैं अुनके लिये सख्त कवायद रखनेकी जरूरत होती है। यदि अेक आदमी दूसरे १०० आदमियों को तकलीफ देता है तो अुसे सजा मिलनी ही चाहिये। और अैसे हालात मे अुसे बाकी लोगों से अलग रखना पडता है। दूसरे लोगों को सेफगार्ड करन के लिये अिस तरह के कवायद होना लाजमी है। दूसरे स्टेटों मे भी अिस तरह के कवायद आज मौजूद हैं। हमारे ही यहां अिस तरह के कवायद है अैसी बात नही है। अब मैं आपके सामने यह रखना चाहता हूं कि अुन लोगों के फायदे के लिये वहां पर क्या क्या किया जा रहा है।

जेल में आज जो रिफार्म्स किये जा रहे हैं वह मैं आपके सामने संक्षिप्त में रखना चाहता हूं।

· जिस तरह स्कूल, कॉलेजेस अौर बोर्डिगज् में रिक्रीअेशन के लिये अिंतेजाम होता है अुसी तरह का अिंतजाम आज जेलों में भी किया गया है। अुनके लिये आअुट डोअर और अिन डोअर गेम्स (out door and indoor games) का अिंतेजाम किया गया है। आअुट डोअर गेम्स में व्हालिबॉल, बॅटमिंटन और अिनडोअर गेम्स में टेबल टेनिस का अिंतेजाम किया गया है। अुनके लिये जेलों में रेडिओ सेट्स भी लगाये गये हैं, और अिस तरह से बाहर के आम लोग रेडिओ का अिस्तेमाल कर सकते है अुसी तरह से वहां कैदीभी रेडिओ सुन सकते हैं और जानकारी हासिल कर सकते हैं कि दुनिया में क्या हो रहा है।

स्काअुटिंग का भी अिंतेजाम किया गया है। वहां बराबर रोज पी. टी. ड्रील वगैरा भी होती है। अुनका अेक अच्छा खासा बॅन्ड भी है, जैसा मिलिट्री या पुलिस में होता है। अुनको अच्छा शहरी बनाने के लिये वहां पर तालिम का भी अिंतेजाम किया गया है। वहां पर रोज मुदर्रिस आते हैं और अॅडल्ट अेज्युकेशन (Adult Education) का भी अिंतेजाम किया गया है। हैदराबाद सेंट्रल जेल में ५०० से ज्यादा लोगों ने हिंदी की प्रथमा और मध्यमा की परीक्षाअें दी हैं। अुनकी तरफ से अेक दीपक नामका मॅगझिन भी निकाला जाता है। अुनके लिये अलग और अच्छी लायब्ररी भी है। सबको पढने के लिये अखबार भी दिये जाते हैं। कॉनविक्ट्स (Convicts) पोलिटिकल नॉन कॉनविक्ट्स (Political non-convicts) और नॉन पोलिटिकल प्रिझनर्स (non-political Prisoners) अिन सभीको अखबार और दूसरी सहुलियतें दी जाती हैं। अिसमें कोअी भेदभाव नहीं किया जाता है। विदाअुट डिसक्रिमिनेशन (without discrimination) सबको यह चीजें दी जाती हैं। अेज्युकेशन डिपार्टमेंट की तरफ से भी वहां पर पढाअी का प्रबंध किया गया है, और वहां पर रोजाना मुदर्रिस जाते हैं और लोगों को पढाते हैं। वहांपर नॅशनल सॉंग भी गाये जाते हैं और अिस तरह के सॉंग सिखाये जाते हैं।

यह भी कहा गया कि अुनसे ९ घंन्टे काम लिया जाता है। यह तो सही है कि काम तो लिया

जाता है। लेकिन साथ ही साथ रिक्रीअेशन भी काफी मिलता है अिसलिये वे अुस काम को महसूस नहीं करते। क्लासिफिकेशन के बारें में कहा गया। डिटिन्युज, अंडर ट्रायल्स और कनविक्ट्स अिन सबके अे. बी. सी. अिस तरहसे क्लासेस रहते हैं। यह क्लासेस अदालत की तरफसे दिये जाते हैं या कभी जेल में आने के बाद यह क्लासेस दिये जाते हैं।

شری اے - گرواریڈی :- نظر بند جو کئے جاتے ھیں ان کے متعلق کیا ہے؟

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—डिटिन्युज के बारेंमें में कहूंगा कि अुनको भी सभी सहुलियतें दीजाती हैं। अुनको अिंटरव्यूज करने का मौका दिया जाता है। अुनके मुलाकात के लिये बाहरसे लोग आते हैं तो अुनको बैठने के लिये अितेजाम होता है। अुनको मिलने के लिये अलग और अच्छी जगह बनाअी गअी है। अंडर ट्रायल्स और कॉनविक्ट के बारें में जिस तरह से कुछ कवायद रहते हैं अुसी तरह से डिटिन्युज के बारें में भी कुछ कवायद मुकरर होते हैं। डिटिन्युज को भी अे. बी. और सी. क्लासेस दिये जाते हैं।

شری - اے - راچندراریڈی :- اسے بل میں کیوں نہیں لایا گیا ؟

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—यह अेतराज किया गया कि बिल में यह सब बातें क्यों नहीं लाअी गअीं, और गव्हर्नमेंट को क्यों अेखत्यार दिया जा रहा है। सभी जगह अिस तरह का जो सेक्शन है अुस के तहत गव्हर्नमेंट को रूल बनाने का अेखत्यार दिया गया है। हम कोअी अलग अेखत्यार नहीं दे रहे हैं। और यह बिल जैसा कि मैंने पहले ही कहा कि अेकसानियत लाने के लिये ही लाया जा रहा है, तो जो प्रॉविजन्स (Provisions) दूसरें स्टेटों में हैं वैसे ही यहां लाने की जरूरत है। अिसमें गव्हर्नमेंट को जो पॉवर्स डेलिगेट-किये गये हैं अुसके बारें में आपका अेतराज हैं लेकिन यह सही नहीं है।

شری اے - گرواریڈی :- یہ مطلب نہیں ہے - گورنمنٹ نے رول بنانے کا جو اختیار لے لیا ہے اس پر یہاں ڈسکشن ہونا چاہئے - یہاں اسکا خاکہ آنا چاہئے -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—किसने मना किया है? आप यदि अिसके लिये अमेंडमेंट्स लाना चाहते हैं तो बराबर ला सकते हैं। सब जगह के बिल में अिस तरह का सेक्शन मौजूद है और गव्हर्नमेंट को पॉवर्स डेलिगेट किये गये हैं अिसलिये वैसा ही प्रोविजन हमने भी रखा है। दूसरी जगह से अलग हम नहीं ला सकते हैं क्योंकि यह बिल ही अेकसानियत लाने के लिये लाया गया है।.........

شری اے - راچندراریڈی :- پھر ملاقات کرتے وقت درمیان میں آھنی پردہ کیوں رکھا جاتا ہے ؟

مسٹرڈپٹی اسپیکر :- اگر ہر جملے پر تنقید کرتے جائیں تو تقریر مکمل نہ ہوسکیگی - اسطرح انٹرپٹ (Interrupt) نہ کیجئے -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—सब अेतराजात का ही मैं यहां जवाब देते बैठूं तो फिर मुश्किल है। आप मुझे बोलने तो दीजिये। भोजन के बारें में भी जेल में काफी अच्छा अितेजाम

किया गया है। विजिटेरियन्स को आलू और नॉन विजिटेरियन्स को मटन हफ्ते में अेक बार दिया जाता है। कपडों के बारें में यह कहा गया कि अुन्हें तीन जोड कपडा नहीं दिया जाता है। जबतक आप खुद वहां जाकर देखने की तकलीफ न करें तबतक यह बातें मालूम नहीं हो सकती हैं कि वहां पर क्या दिया जाता है और क्या नहीं। अुन्हें बराबर तीन जोड कपडा दिया जाता है।

जेलों में अलग किसम की अिंडस्ट्रीज भी आज चलाअी जाती हैं। और मुख्तलिफ अिंडस्ट्रीज के लिये अेक अिंडस्ट्रियल कमिटी भी बनाअी गअी है। वह अिस बात पर सोंचेगी कि क्या अिंडस्ट्रीज जेल में चालू की जा सकती है। अिसके लिये कुछ लोगों को लखनौ भी भेजा गया था, और जेलों में वेजेस सिस्टिम (wages system) शुरू करने के बारें में भी सोंचा जा रहा है। आज जेलों में केनिंग, कारपेट तयार करना, चरखे पर सूत कातना, नवार बनाना आदि कअी तरह के काम सिखाये जाते हैं। पहले सिर्फ नवार बनाने का ही काम जेल में किया जाता था। अिन सबका मकसद यही है कि अुन्हें अच्छे और अमन पसंद शहरी बनाया जा सके और वे स्वावलंबी होकर बाहर आने के बाद कुछ काम धंधा कर सकें। कारपेंट्री और ब्लॅकस्मिथ का भी काम आज अिसी लिये जेलों में सिखाया जा रहा है।

यह भी अेतराज किया गया कि जब निजाम के जमानें में ११,००० कैदी जेल में रहते थे तब २१ लाख रूपये खर्च होते थे और आज कैदी बहुत ही कम हैं लेकिन अुनपर २६ लाख रुपये खर्च होते हैं। हां यकिनन खर्च होते हैं, और जो खर्च किये जा रहे हैं वह भी कम ही हैं अैसा मेरा ख्याल है क्योंकि अब जेल वह पुराने जमाने के जेल नहीं रहे बल्कि वह तालीम के सेंटर बनने वाले हैं। आज जेल में २०० मशीनें कपडा सीने की लाअी गअी हैं। और वहां पर कपडे सीने का काम होता है। सरकारी लोगों के ड्रेसेस वगैरा भी वहां सीये जाते हैं, और अिस लिये खर्चा आपको ज्यादा दीख पडता है। लेकिन यह जो खर्चा किया जा रहा है वह कैदियों की भलाअी के लिये ही किया जा रहा है जिससे वे कुछ सीख सकें। खर्चा करने का हमारा कोअी और मनशा नहीं है।

अुसी तरह जेल में अेक अॅग्रिकल्चरल कॉलनी भी बनाअी गयी है। वहां पर कैदी अेक साथ मिलकर खेती करते हैं, और दूसरे लोगों की तरह जिंदगी बसर करते हैं। ऑनरेबल मेंबर यदि जाकर यह कॉलनी देखें तो अुनको अैसा मालूम होगा कि यह जेल ही नहीं है। वहां पर चावल गेहूं आदि सब तरह का अनाज बोया जाता है। वहांपर यह ख्याल भी नही होता है कि यह लोग जेल मे रहते हैं। वहां पर अेतमाद की फिजा अिन लोगों में पैदा की जातीहै। जब यह बाहर काम करने के लिये जाते हैं तो बिलकुल अकेले जाते हैं और अुनके अूपर कोअी पहरा नहीं होता है, और वे बराबर वापस आजाते हैं। अुनको अैसा लगता ही नहीं कि हम यहां कैदी हैं। वहां पर अेक अिस तरह का अॅटमॉसफियर पैदा किया जाता है कि अुन्हे वह जेल लगता ही नहीं है और वे अेक शहरी की तरह अपनी जिंदगी वहां बसर करते हैं।

चिल्ड्रेन्स होम (Children's Home) रेसक्यू होम (Rescue Home) आदि का भी अिंतेजाम किया गया हैं जहां बच्चों के रखने का प्रबंध किया गया है। अिन बच्चों को अलग रख कर सुधारने की कोशिश वहां पर की जाती है ताकि जो बच्चे जरायम करते हैं वे आगे चलकर हार्ड क्रिमिनल न बनें अिसलिये अुन्हें अलग रखना पडता है।

अितनी सब बातें करने पर भी यह कहना कि यह निजाम के जमाने से बत्तर कानून लाया जा रहा है और अंग्रेजों के जमाने का यह कानून है, सरासर गल्त है। मैं यह पूछना चाहता हूं कि क्या आपकी डेमोक्रसी पर श्रद्धा है ? क्या आप अिस तरह से डेमोक्रसी के बारें में लोगों के मन में प्रेम अुत्पन्न कर सकेंगे ? आज हमारी हुकूमत है लेकिन हमने कोअी ठेका नहीं लिया है। आप भी कभी अिस जगह पर आसकते हैं। लेकिन आप यदि अिस तरह से बातें करेंगे तो लोगों की भी डेमोक्रसी पर कैसे श्रद्धा बैठेगी और आप भी यहां आयेंगे तो किस तरह से काम कर सकेंगे ?

लेकिन जहां डेमोक्रसी को सेबोटेज (Sabotage) किया जाता है, जहां अुसको काटने की कोशिश की जाती है, अुसके बारे में लोगों को नफरत करने के लिये सिखाया जाता है, तो अिनके बारे में तारीख लिखनेवाले बतायेंगे कि ये लोग डेमॉक्रसी से कितनी मोहब्बत रखनेवाले थे, और डेमॉक्रसी के बारे में अुनके क्या खियालात थे। और हकीकत में अुनकी डेमॉक्रसी पर श्रद्धा थी या नहीं। लेकिन यह कहना कि कोअी चीज अिसमें मौजूद ही नहीं है यह कहां का अुसूल हो सकता है ? मैं मानता हूं कि चंद चीजें अिसमें मुकम्मिल नहीं हैं। लेकिन किसने यह दावा किया है कि हमने यह मुकम्मिल कानून पेश किया है ? अिस कानून में मुमकिन है कुछ नकायस मौजूद हों। अमेंडमेंट के जरिये अिसलाह करने की कोशिश की जा सकती है। लेकिन यह कहना कि कोअी भी अच्छी चीज अिसमें नहीं हुअी है, डेमॉक्रसी के आने के बाद जेलोंमें अिसलाह नहीं हुअी है, और अंग्रेजों के जमाने की तरह या अुससे बदतर सुलूख किया जाता है, कहां तक सही हो सकता है ?

شری کے - وینکٹ رام راؤ :— بعض تبدیلیاں هورهی هیں اس کو هم مانتے هیں -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—अब मेरे कहने के बाद मान रहे हैं लेकिन पहले तो आप कह रहे थे . . . .

شری کے - وینکٹ رام راؤ :— کچھ تبدیلیاں هوئی هیں لیکن اس میں یه پراویژنس کیوں رکھے گئے هیں ؟

شری گروا ریڈی :— اس بل کی وجه سے تبدیلیوں کو پیچھے ڈھکیلا جارها هے - کیننگ اور فٹرنگ کے پراویژنس کیوں رکھے گئے هیں - اس وجه سے آپ نے جو سہولتیں دی هیں اون پر کیا اثر هونے والا هے -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—मैं मानता हूं कि चंद नकायस अिसमें मौजूद हैं। अुनके बारें में अिधरके और अुधरके मेंबरों को अमेंडमेंटस पेश करने का अेख्तियार है। और रीजनेबल अमेंडमेंटस पेश हों तो अुनको मान लेने में मुझे कोअी अुजर नहीं होगा। लेकिन आज दो रोज से जो बहस हो रही है अुसमें में सुन रहा हूं कि जानवरों का सा सुलूख हो रहा है, अंग्रेजों के जमाने से भी बदतर सुलूख हो रहा है, यह कौन से अिन्साफ की बात है ? यहां डेमॉक्रसी जारी हुअी है। मुमकिन है कि चंद लोगों के लिये सभी चीजें बुरी मालूम होती हों। लेकिन डेमॉक्रसी के खिलाफ हर वक्त बातें करना, असली चीजों पर पर्दा डालकर लोगों में अिसके खिलाफ नफरत पैदा करने की कोशिश जो की जा रही है अिसमें कौनसा सेन्स ऑफ रिस्पॉन्सिबिलिटी है यह मैं पूछना चाहता हूं।

अिसके बाद सालीटरी कन्फाअिनमेंट वगैरा चीजों के बारेंमें अेतराजात किये गये। मैंने अिब्तदा में ही कहा था कि चंद चीजों पर गौर करना होगा और अुनको गौर करने के बाद कम किया जा सकता ह। हाअुस को अिस नुक्तेनिगाह से देखना है कि जो लोग सोसाअिटी को टारपेडो लगानेवाले हैं, जो सैबोटेज करनेवाले हैं, हार्ड क्रिमिनल्स हैं अुनको कैसे रोका जाय। सभी के लिये अेक ही तरीका अेख्तियार किया जाय तो वह सही बात नहीं हो सकती। यह कहा गया है कि जेल के अंदर क्यों सजा दी जाती है। सारी चीजें मैजिस्ट्रेट के सामने लाअी जायें तो अैसा नहीं हो सकता। हर अेडमिनिस्ट्रेशन में डिसिप्लिन होना लाजमी है और अुसकी खिलाफवर्जी होती है तो छोटी छोटी चीजों के लिये अदालत में नहीं ले जाया जाता। अिसके तहत जो सजाअें होती हैं वह खास किस्म की सजाअें होती हैं। अिसमें दफा ४६ में जो चीजें हैं वहां पर जब डिसिप्लिन की गलती होगी तो अुसकी अिस्लाह करने के लिये फार्मल वार्निंग, चेंज ऑफ लेबर, हार्ड लेबर, लॉस ऑफ प्रिविलैज, सबस्टीटयूशन ऑफ गनी ऑर अदर क्लोदज् वगैरा चीजें रखी गअी हैं।——————

(Interruptions)

(Pause)

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—मैंने अैसा नहीं कहा है कि अिसमें सब का सब अच्छा होगा। कुछ चीजें हो सकती हैं कि जिनपर गौर किया जाय। अगर मैं यह कहूं कि ये चीजें आज भी रायज नहीं हैं जैसे कि गनी ऑर अदर क्लोद्ज, तो मैं झूठ कह रहा हूं अैसा मत समझिये। फेट्र्स का सवाल भी वैसा ही है। अेक शख्स जो सात मर्तबा सजा भुगत चुका है अुसको डंडा डालकर भी वह भाग जाता है। अैसे लोगों के लिये कोअी प्रोवीजन होना चाहिये या नहीं अिस पर हाअुस को गौर करना चाहिये। जो लोग डंडे डालनेपर भी भाग जाते हैं या मुसलसिल जरायम करते रहते हैं अुनके लिये क्या किया जाना चाहिये अिस पर हाअुस को गौर करना होगा। अिन सजाओं का अेक हिस्सा जो सख्ती पर मायल है वह अुन्हीं लोगों के लिये है जो अेक तादाद में वहां पर आते हैं और जरायम पेशा हैं। अिसमें जो दूसरी छोटी छोटी सजाअें हैं वह डिसिप्लिन के खातिर हैं। अैसी सजाओं के लिये अदालत में ले जाना सही अुसूल नहीं है।

अब यह सवाल रहा कि जो रूल्स हैं अुनका वहांके सुपरिटेंडेंट मनमाना अिस्तेमाल करसकते हैं। मैं मानता हूं कि यह अेक अेतराज हो सकता है। यह जेलों में ही क्या बाहर भी होता है। जिनके हाथ में अधिकार होते हैं अुनके जरिये अुनकें मिसयूज (Misuse) होने का सवाल हर जगह रहता है। लेकिन यह कहना कि हर शख्स अुसको वैसाही अिस्तेमाल करेगा यह सही नहीं। मैं समझता हूं कि अिस हाअुसके लोग जिम्मेदार लोग होते हैं। कोअी अेडमिनिस्ट्रेशन में हो या बाहर हो लोगों को जिम्मेदार शहरी बनाना डेमॉक्रसी के लिये अुनमें मोहब्बत पैदा करना और अिसके लिये खुद जिम्मेदार बनना अिस हाअुस के मेंबरों का और जो लोग अपने को जिम्मेदार समझते हैं अुनका फर्ज हो जाता है। वरना मिसयूज का सवाल हर जगह रहेगा और किसी को कोअी अख्तियार ही न दिया जासकेगा।

अेक ऑनरेबल मेंबर ने कहा कि जेल के सुपरिटेंडेंट राजप्रमुख हैं। आज के मानोंमें वह सचमुच राजप्रमुख हैं। जितने अेख्तियारात राजप्रमुखको हैं अुतने ही जेलके सुपरिटेंडेंट को वहां है अिस माने

में वह जरूर राजप्रमुख हैं अैसा कहा जा सकता है। अिससे ज्यादा वक्त हाअुस का लेना मैं जरूरी नही समझता लेकिन यह कहना चाहता हूं कि जो बिल लाया गया है वह दूसरे स्टेटों के साथ अेकसा नियत रखता है अिसके जो कवायद बनाये गये हैं वह कअी जगह दूसरे स्टेटों से भी आगे हैं, किसी स्टेट के हम पीछ नहीं हैं। बहुत सी सहूलतें हमने दी हैं लेकिन अगर और भी कोअी बात हो सकती है तो हाअुस अुसका मुख्तदर है। लेकिन यह कहना कि सौ साल पहले का यह कानून है और अिसमें अुसी पुराने जमाने की बातें हैं तो वह सही नहीं है। अिस नुक्तेनजर से मैं समझता हूं कि ऑनरेबल मेंबर अिसका फर्स्ट रीडिंग पास कर देंगे।

شری عبدالرحمن(ملک پیٹھ):— مسٹر اسپیکر سر۔ فرسٹ ریڈنگ کے موشن کو ووٹ پر رکھنے سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا آنریبل منسٹر یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سائیڈ کے اور اوس سائیڈ کے ایم ۔ ایل ۔ ایز کو حیدرآباد اور سکندرآباد کی جیلوں کے معائنہ کا موقع فراہم کیا جائے ؟ وہ وہاں جاکر حالات کا مطالعہ کرسکتے ہیں ۔ اس کے بعد انہیں اپنی ترمیمات پیش کرنے یا نہ کرنے اور کس ڈھنگ سے پیش کرنا ہے اسکے طے کرنے میں سہولت ہوگی ۔ اور اس طرح آنریبل منسٹر کا مقصد بھی بہتر طور پر پورا ہوسکتا ہے ۔

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—किसका क्या मकसद है वह मुझे मालूम नहीं है। मगर ऑनरेबल मेंबरों को तरमीमात देने का मौका दिया गया है। पहले भी मैंने हमेशा दिया है और हर वक्त देने के लिये आमादा हूं। लेकिन बिल का फर्स्ट रीडिंग पास करने से और तरमीमात पर गौर करने से अिसका कोअी संबंध नहीं है।

شری اے ۔ رامچندراریڈی :— آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کو معلوم ہوگا کہ ایک ہفتہ پہلے میں اور شری دھرما بھکشم نے جیل کے معائنہ کے لئے ان کے پاس درخواست دی تھی جس پر جواب ملا کہ مہتمم کے پاس درخواست دو۔ مہتمم صاحب کے پاس درخواست دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو اختیارات نہیں ہیں۔ اور اب اسمبلی کے فلور پر آنریبل ممبر انچارج آف دی بل اس طرح کہتے ہیں ۔ آپ کل اس کا انتظام کیجئے ہم کل جانے کے لئے تیار ہیں ۔

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर:—स्पीकर सर, ऑनरेबल मेंबर अेक ही बात याद रखते हैं लेकिन वे भूल जाते हैं कि यहां पर मद्रास या आंध्र के लोग आये थे तो अुनके कहने पर बिला दरख्वास्त सिर्फ फोन पर जेल के सुपरिंटेंडेंट से बात करके अुनको अंदर जाने का मौका दिया गया, और अेकबार ही नहीं बल्कि दो मर्तबा दिया गया है। अगर हर वक्त आप चाहें कि बिला दरखास्त किये और कवायद को नजरअंदाज कर के अिसका फायदा अुठाया जाय तो वह कैसे सही हो सकता है? अेक वक्त अर्जन्सी के तहत अुनको और अुनके दोस्तों को मौका दिया गया। लेकिन हर वक्त अैसा मौका दिया जाना कैसे मुनासिब होगा अिस पर गौर किया जाना चाहिये।

Mr. Deputy Speaker: The question is: "That L. A. Bill No. XIX of 1954,–the Hyderabad prisons, Bill 1954, be read a first time."

The motion was adopted.

Shri Srinivas Rao Ekhelikar: Sir, I beg to move: "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954, be read a second time.

شری بی - ڈی - دیشمکھ :— مسٹر اسپیکر سر - میں اس بل کو سلکٹ کمیٹی سے ریفر کرنیکے بارے میں ایک امنڈمنٹ کا نوٹس دیا ہوں جسمیں میں سوو کرنا چاھتا ھوں -

I beg to move: "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954, be referred to a Select Committee consisting of the following Members of the Assembly and to report thereon before 20th September, 1954:

1. Shri A. Laxmi Narsimha Reddy.
2. ,, A. Raj Reddy.
3. ,, K. Ananth Reddy.
4. ,, Ankush Rao Ghare.
5. ,, Govind Rao Morey.
6. ,, V. B. Raju.
7. ,, Murlidhar Rao Kamtikar.
8. Smt. Ashatayee Waghmare.
9. Shri Sripat Rao Niwasekar.

Mr. Deputy Speaker: Amendment moved.

شری بی - ڈی - دیشمکھ :— جو موشن ھاؤز کے سامنے آیا ھے اس کے بارے میں میں سمجھ رھا تھا کہ آنریبل موور کچھ اسکی وضاحت کریں گے - اگر وہ مزید سوچنا چاھتے ھیں اور وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاھر کرنا چاھتے ھیں تو مناسب ھے - آج جو مباحث ھوئے ھیں اون سے ظاھر ھوچکا ھے کہ ھم نے جیل کے اندر بہت سی ترمیمات کی ھیں - وہ جو عمل ھے اون کا اوس کو قانونی شکل دینا لازم ھے ھمیں معلوم نہ ھوسکے گا کہ کیا ترمیمات کرنے والے ھیں جب تک کہ قواعد نہ بنائے جائیں - اس ایکٹ میں کافی ترمیمات کی ضرورت ھے - اس جانب سے کافی ترمیمات دئے گئے ھیں انکی روشنی میں غور کرنا ھوگا - تاوقتیکہ اس طرف کے اور اوس طرف کے آنریبل ممبرس بیٹھکر اس پر غور نہ کریں مقصد پورا نہیں ھوگا - اس لئے آنریبل موور میرے اس موشن کے بارے میں سوچیں تو مناسب ھوگا -

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—मिस्टर स्पीकर सर, में अिस मोशन की कोअी जरूरत नहीं समझता। क्योंकि अिसके लिये दूसरे तरीके हैं, सेकंड रीडिंग है, अमेंडमेंटस हैं और मैंने अपने भाषण में भी कहा है कि कोअी रीजनेबल अमेंडमेंटस आते हैं तो अुन्हें मानने में मुझे अुजर नहीं होगा। अिसके बावजूद भी मोशन के जरिये से अिसका अिसरार करना सही नहीं है। अैसी सूरत मे में समझता हूं कि अिस मोशन को वापस लिया जाय।

شری اے۔ گرواریڈی :— جس طرح ہم سلکٹ کمیٹی میں بیٹھکر ایک دوسرے کو سمجھا سکتے ہیں اور جس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں امنڈمنٹ میں وہ چیزیں نا ممکن ہیں اس لئے میں رکوسٹ (Request) کروں گا کہ اس موشن کے بارے میں غور کیا جائے۔

Shri K. Venkatrama Rao: I want so say a few words. The Amendment was not discussed.

Mr. Deputy Speaker : But the hon. Member has moved it, and the Minister has replied to it. Does the hon. Member want it to be put to vote?

Shri B. D. Deshmukh : As the hon. Minister has just now explained in his reply and I hope he will consider the amendments to be tabled on behalf of the Opposition Members. In view of that, I beg leave of the House to withdraw my amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Deputy Speaker : The question is: "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954, be read a second time".

The motion was adopted.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :— جیسا کہ میں نے خواهش کی تھی کہ موور صاحب کو میرے امنڈمنٹ پر غور کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس بل کو آج ملتوی کیا جائے تو مناسب ہے۔

श्री. श्रीनिवासराव अेखेलीकर :—मुझे अुजर नहीं है।

مسٹر ڈپٹی اسپکر :— اس بل کو کل لینگے۔

L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and Pressing Factories (Hyderabad Amendment) Bill, 1954

The Deputy Minister for Public Works & Labour : (Shri M. S. Rajalingam): Sir, I beg to move:

"That L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and

Pressing Factories (Hyderabad Amendment) Bill, 1954," be read a first time".

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

Shri M. S. Rajalingam : Sir, this bill seeks to amend the Cotton Ginning and Pressing Factories Act, 1925, in its application to the Hyderabad State.

As many of the hon. Members are aware, the factories were regulated by the Hyderabad Factories Act, 1337 F. Section 63 and clauses 1 and 2 of the licence regulated the admixture of cotton. When the Hyderabad Factrories Act, of 1357 F. came into force, we could not avail of section 63. Subsequently, the Indian Factories Act has come into force from 1st April 1951 and later on in the light of the Part B States Laws Bill, the Indian Cotton Ginning and Pressing Factories Act was made applicable to the whole of Hyderabad. As the Act is now being administered by the Labour Department, it has become incumbent that the Government should have certain facilities to regulate the ginning and pressing processes.

The Cotton Importers' Association, New York, through the Cotton Buyers' Association, Bombay, complained to the Indian Central Cotton Committee that the quality of Indian Cotton supplied to manufacturing concerns in America since the close of the World War II was not upto expectations. Such complaints affected the reputation and fair name of India. The complaints related to the presence of machine oil deposits, spots resulting from the spilling of fresh lubricant oil, increasing quantity of extraneous matters such as oil wiping rags, pieces of burlap, large seed clusters and bamboo sticks in the bales of cotton. Another serious cause of complaint was the excess moisture to the extent that cotton in some bales appeared to have been thoroughly in the excess of mixture resulting in hard cakes. The source of trouble was within the Ginning and Pressing Factories and in the interests of maintaining India's reputation abroad and in order to retain good business relationship with foreign buyers of Indian cotton it has become incumbent that effective measures should be adopted to remove the cause of the above complaints. It has therefore become necessary to amend the Cotton Ginning and Pressing Factories Act to prohibit admixture and excessive moistening of cotton.

In Bombay and C. P., similar provisions have been made by amending the Central Act in its application to those States. This Bill is intended to achieve similar object.

As I have said the Indian Cotton Committee has recommended such provisions to be made in the Act in order to see that we are well-placed in our relations with foreign trade.

From another point of view also, this legislation has become necessary, *i.e.*, the necessity to regulate the rates. Merchants from Bhir, Aurangabad, Nanded and Parbhani have been complaining that they were having unhealthy competition in trade owing to the non-regulation of the charges for ginning and pressing. They desired that the charges leviable there should be on par with those charged at Poorna and Hingoli. From this view point also, it has become necessary for the Government to consider about the regulation of charges in ginning and pressing.

In view of all these, we have made certain additions in the Indian Act, in its application to the Hyderabad State. The main amendment that we proposed to the Indian Act, in this Bill is that we have made taking of licences incumbent. These licences we used to give hitherto under section 63 of the Hyderabad Factories Act, 1337 F., and which later on we could not regulate owing to the changes I have mentioned already We have also provided in this Bill, the formation of a rate fixing committee for each local area, for the control of rates chargeable for ginning and pressing cotton. Such Committee shall consist of the Collector of the District who shall be the Chairman, and two representatives of cotton ginning and cotton pressing factories, and one non-official possessing special or technical knowledge of cotton ginning and pressing or of cotton trade to be nominated by the Director, Commerce and Industries of the State, and the Chief Inspector of Factories and Boilers of the State, and the other officer as he may nominate. Because the Collector happens to be the chairman, it should not be understood that the committee is going to be under some other department than the Labour Department. So far as the Government is concerned, it has made itself very clear on this point that this Act will be administered by the Labour Department and the Chief Inspector of Boilers will be the main person responsible for its administration.

The Chief Inspector of Boilers happens to be the main head to regulate these and other administrative matters to be mentioned in the Rules to be made under the provisions of this Bill.

We have now made an admixture of cotton an offence and we have gone to the extent of imposing a fine of Rs. 1,500 for such offences. We have also given certain facilities for Inspectors or Gazetted Officers to inspect and to see that such things do not happen. We have also in a way tried to regulate the maintenance of registers and other things.

There are the main features of the Bill and I think the purpose for which it has been introduced has been clearly explained. I hope hon. Members will readily accept and pass this legislation.

* شری بی ۔ ڈی ۔ دیشمکھ :— مسٹر اسپیکر سر ۔ اس ہاؤز کے سامنے جب کبھی کوئی قانون آتا ہے اور اوس کی فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر مباحث میں حصہ لینے کے لئے اپوزیشن کا کوئی ممبر اٹھتا ہے تو اوس جانب کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اوس بل کی مخالفت ہوگی ۔ لیکن میں اس موقع پر اس بل کی مخالفت کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں ۔ بلکہ اوس کی تائید کرنے اور ایک حدتک موور آف دی بل کے منشا کو ول کم (Welcome) کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں ۔ ہماری اور خصوصاً انڈیا کی جو گڈول (Good will) یا ساکھ بین الاقوامی تجارت میں ہے اوس کے معیار کو بلند کرنا ضروری ہوجاتا ہے ۔ لیکن ہم یہ دیکھ رہے تھے کہ تجارت پیشہ طبقہ ۔ مل اونرس یا جیننگ اینڈ پرسنگ فیکٹریز کے مالک جس ذمہ داری کے ساتھ تجارت کرنا اور دوسرے ممالک میں اپنے گڈول کو برقرار رکھنا چاہئے نہیں رکھ رہے ہیں اور غیر ذمہ دارانہ طریقہ پر عمل کر رہے ہیں ۔ حکومت نے اس چیز کو دیر سے محسوس کیا ۔ میرا اس بل کے بارے میں یہ خیال ہے کہ ایک خاص کمپنی کی جانب سے شکایت ہونے کی بنا پر حکومت جاگ اٹھی ۔ چنانچہ دوسرے ممالک میں ہمارا جو بورڈ ہوتا ہے وہاں بعض کمپنیوں کی شکایتیں آئی ہیں ۔ اس لئے حکومت نے اس بل کے ذریعہ ایک ضروری چیز کی تکمیل کی ہے ۔ فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر میں آنریبل موور آف دی بل اور ہاؤز کے سامنے یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ شکایت باہر کی کسی کمپنی سے ہوئی ہو خواہ وہ امریکن کمپنی ہو یا انگلش کمپنی ہو یا جاپانی کمپنی ہو اوس کو رفع کرنے کے لئے جو اقدام کیا گیا وہ اچھا ہے لیکن خود ہمارے یہاں کے زراعت پیشہ لوگوں سے تجارت پیشہ طبقہ اچھا سلوک نہیں کرتا ۔ ہمارے یہاں کے کسان جب اپنا خام مال مارکٹ میں لاتے ہیں اون کی قیمت برابر ادا نہیں کی جاتی حالانکہ اس سلسلہ میں مارکٹ کمیٹیز ایکٹ موجود ہے ۔ اوس کی نگرانی کے لئے زراعت

کے عہدہ‌دار مقرر ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے کسانوں کی صحیح رہنمائی اور رہبری نہیں کی جاتی ۔ وہاں سونے کے مال کو مٹی کے مول پرلیا جاتا ہے ۔ مثال کے طور پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے زراعت کا محکمہ قائم ہے اوس کو یہ احکام دئے گئے ہیں کہ کاٹن کی ایک خاص قسم کی ورائیٹی جو حکومت کی ری کمنڈڈ ہے (Recommended) اوس کی خاص قیمت کسانوں کو دلائی جائے ۔ لیکن کسانوں کو وہ قیمت نہیں دلائی جاتی ۔ خصوصاً جالنہ ۔ سیلو اور ما نوتھ وغیرہ کی مارکٹس میں ایسا عمل ہوتا ہے ۔ وہاں کی جیننگ اور پرسنگ فیکٹریز کے جو اونرس ہوتے ہیں وہی اڑھتیہ بھی ہوتے ہیں وہی دلال بھی ہوتے ہیں اور وہی کاٹن بھی خریدتے ہیں ۔ اس لئے کسانوں کو اون کے مال کی جو اصل قیمت ملنی چاہئے نہیں ملتی ۔ یا اوس کا جو نرخ مقررہ ملنا چاہئے وہ نہیں ملتا ۔ مثلاً جالنہ کی مارکٹ میں گاؤرانی ۔ یا بارہ نمبر کی سرکی یا ۵۶ نمبر یا ۹۳ نمبر کی سرکی کاٹن ہوتی ہے وہ اچھی قسم کی کپاس ہوتی ہے لیکن وہاں بری قسم کی کپاس کو خلط ملط کرکے آدھے بھاؤ پر لینے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ باوجود اس کے کہ زراعت کے محکمہ کو اس کی نگرانی کے احکام ہیں لیکن کسانوں کی شکایت دور نہیں ہوتی ۔ وہاں کسان محض کارخانہ‌داروں کے رحم و کرم پر ہیں ۔ بجائے اس کے کہ (۲۰) روپیہ فی پلہ زیادہ نرخ ادا کرنے کے پانچ دس روپیہ اضافہ کرکے لے لیتے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو گٹھے باندھکر مال باہر بھیجتے وقت اچھی قسم کی کپاس میں بری ورائیٹی ملادیتے ہیں جس کی وجہ سے باہر کی مارکٹ میں ہماری ساکھ متاثر ہوجاتی ہے ۔ اور دوسری طرف کسانوں کو بھی جو قیمت دینا چاہئے وہ نہیں دیتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤز کے وہ آنریبل ممبرس جنہیں کپاس کی تجارت کا تھوڑا بہت تجربہ ہے ۔ یا جنہیں جیننگ اور پرسنگ فیکٹریز کے معائنہ کا موقع ملا ہے اون کو اس کا تجربہ ہوگا کہ کس طرح خالص گاؤرانی یا بارہ نمبر کی سرکی میں دوسری سرکیاں ملا کر بیچا جاتا ہے ۔ اس امر کے باوجود خود محکمہ زراعت اچھی قسم کی سرکی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اوس کو بھی اچھی قسم کی کپاس نہیں ملتی ۔ کیوں کہ اون ہی لوگوں سے خریدنا پڑتا ہے جو اس قسم کی خراب سرکی اوس میں ملا کر بیچتے ہیں ۔ جب کسان اچھی قسم کی کپاس لیکر آتے ہیں تو اون سے کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے کہتے ہیں کہ تمہاری کپاس میں خامیاں ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو نرخ ملنا چاہئے نہیں ملتا ۔ اس سلسلہ میں جو ریگولیشن لایا گیا ہے وہ ٹھیک ہے ۔ بعض وقت کپاس کے گٹھے خراب ہو جاتے ہیں ۔ پانی میں بھیگتے رہتے ہیں ۔ بعض وقت تو کپاس سے لدی ہوئی بنڈیاں دو دو روز کے عرصہ تک بھیگتی رہتی ہیں ۔ اون کے بچاؤ کا کوئی سامان نہیں ہوتا ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں کے اڑھتیئے سستی قیمت پر خرید لیتے ہیں ۔ خاص طور پر جالنہ میں یہ دھندا چل رہا ہے ۔ میں اس بل کے سلسلہ میں حکومت کی توجہ جس خاص چیز کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسانوں کو اون کے مال کی قیمت برابر دینے کے متعلق ریگولیشنس بنانے

چاہئیں - ورنہ مال میں ملاوٹ ہونے کا امکان ہے - جس کی وجہ سے ایسا ہوسکتا ہے کہ جو مال باہر پہنچنا چاہئے نہیں پہنچتا - اس بل کے متعلق رولس بناتے وقت حکومت یہ سوچ سکتی ہے کہ کس ڈپارٹمنٹ کی جانب سے اس قسم کا پراویژن بنایا جائے تاکہ اون کا پروٹیکشن (Protection) ہوسکے - اس کے متعلق سخت سے سخت تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں - اور جن کارخانہ داروں کی جانب سے بدعنوانیاں ہوتی ہیں اون کو سزا دی جانی چاہئے - اس لئے اس بل کی اس حد تک تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ہوسکتا ہے کہ اس جانب کے چند ممبروں کو اس بل سے اختلاف ہو لیکن اون کی جانب سے جو ترمیمات آئیں گی انہیں منظور کرنے میں آنریبل موور آف دی بل کو کوئی تامل نہیں ہوگا۔

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- یہ بل جو ہوم منسٹری سے لیبر منسٹری کو منتقل ہوکر ہمارے سامنے آرہا ہے اوس کے اصولوں سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا - اس بل میں سنٹرل ایکٹ کے بعض دفعات کا اضافہ کرکے جہاں کہیں بھی بل میں اوس کی ضرورت ہو وہ چیزیں رکھی گئی ہیں - اس میں ایک ریٹ فکسنگ کمیٹی بھی رکھی گئی ہے- لیکن یہ کمیٹی کتنے دنوں تک کام کریگی اس کی کوئی صراحت نہیں ہے - جب کبھی ہم کوئی کمیٹی بناتے ہیں تو اوس کے متعلق ہمارا مطمح نظر یہ رہنا چاہئے کہ یہ کمیٹی اتنی مدت تک اپنا کام ختم کر لیگی - یہ نہیں کہ وہ کمیٹی غیر محدود مدت تک کام کرتی رہے - اس بل میں اس کے متعلق صراحت نہیں شائد ڈرافٹ کرتے وقت اس کو پیش نظر نہیں رکھا گیا یا کیا اس کا پتہ نہیں چل رہا ہے - اس میں ناسینیشن کا سلسلہ بھی آرہا ہے - اس میں ایک لیگل پریزمپشن بھی ہے کہ جہاں کوئی ورائیٹی پرسکرائبڈ ہوتی اوس کے متعلق اگر یہ سرٹیفائی کیا جائے گا کہ اس میں اس قدر نمی ہے اور وہ سرٹیفیکیٹ پراسیکیوشن کی جانب سے پراڈیوس کیا جائے تو اوس کارخانہ دار کو پندرہ سو روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائی قید سزا دی جائے گی - لیکن کرمنالوجی کے جو بعض پرنسپلس ہوتے ہیں اون کو اس بل میں نظر انداز کیا جا رہا ہے- اس میں شک نہیں کہ تجارت پیشہ طبقہ میں بعض بلاک شیپ (Black shape) بھی ہوتے ہیں اور یہ میں مانتا ہوں کہ اون پر کنٹرول کرنے کے لئے ہم یہ بل لا رہے ہیں لیکن اس بہانے سے بعض اسٹابلشڈ پرنسپلس کو الٹ پلٹ کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے - کرمنالوجی کا صاف اور سیدھا اصول یہ ہے کہ ہرشخص بیگناہ ہوتا ہے تاوقتیکہ اوس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ کیا جائے - یہاں پراسیکیوشن کے لئے سرسری طور پر ثابت کرنے کے لئے ایک سہولت بخش پرنسپل رکھا گیا - وہ یہ کہ معمولی طور پر کسی اکسپرٹ کی اوپینین لے لی جائے گی اور وہ شامل مثل کردی جائے گی - اوس کی بنا پر کوئی شخص پندرہ سو روپیہ جرمانہ کا مستوجب ہو جائے گا - یہ نہیں رہنا چاہئے تو میں یہ کہوں گا کہ اس اصول کو جو مسلمہ اصولوں کو الٹنے والا پراویژن ہے وہ اس میں رکھا گیا ہے - اس میں ترمیم کی سخت ضرورت ہے - اس سلسلہ میں یہ چند سرسری

آبزرویشنس (Observations) ھیں امید ہے کہ منسٹر صاحب اس کا تشفی بخش جواب دیں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ اس جانب کے بعض آنریبل ممبرس نے بتایا کپاس کے گٹھوں میں جو خرابیاں ہوتی ہیں وہ انٹر نیشنل مارکٹ میں ہمارے ملک کی بدنامی کا باعث ہو رہی ہیں ۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کاٹن پرسنگ اینڈ جیننگ فیکٹریز میں جو مشینری ہے وہ اتنی پرانی ہوگئی ہے کہ اوس کو ری پلیس (replace) کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس کو ری پلیس کرنے کے سلسلہ میں لیبر ڈپارٹمنٹ کی جانب سے جو کوشش کی جانی چاہئے یا جو وارننگ (Warning) اون کے مالکوں کو دی جانی چاہئے نہیں دی گئی یہی وجہ ہے کہ وہی پرانی مشنری وھاں کام کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بنولہ یا کاٹن سیڈ اچھی طرح صاف نہیں ہوتا ۔ اوس کے علاوہ خراب مشنری کی وجہ سے کاٹن پر تیل کے دھبہ وغیرہ آ جاتے ہیں اور وہ بجائے کاٹن کے کاٹن کا کیک بن جاتی ہے۔ اگر آنریبل سوور آف دی بل اون مشنریز کو ری پلیس کرنے کی جانب توجہ کریں تو ہماری کپاس بدنامی سے بچ سکتی ہے۔ لیکن اس خصوص میں اس بل میں ہم کوئی چیز نہیں پا رہے ہیں ۔ ان چند آبزرویشنس کے تشفی بخش جوابات کی امید کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

* شری جی - گوپال راؤ (پاکھال) :- جو بل ایوان کے سامنے لایا جارہا ہے وہ کاٹن جیننگ اینڈ پرسننگ فیکٹریز کے مالکوں کے سلسلہ میں لایا جارہا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ انٹر نیشنل پلین پر ھندوستان کی تجارتی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے ۔ لیکن اس سلسلہ میں محض قانون بنانے سے کہ اگر فیکٹریز کے مالک فلاں فلاں غلطی کریں تو سزا دی جائے گی اصل مقصد پورا نہیں ہوسکتا ۔ میں مانتا ہوں کہ فیکٹریز کے اونرس یہ تمام چیزیں کرنے والے ہیں یا کررہے ہیں ۔ خاص اپنے فائدے کے لئے بعض لوگ ناجائز طور پر یہ چیزیں کرتے ہیں لیکن بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اچھی طرح کام کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی معاشی مشکلات کی وجہ سے اپنی کوئی فیکٹری نہیں رکھ سکتے ۔ باہر کے ممالک سے ہماری جو تجارت ہے اوس کے موضوع پر بحث کرنا ہمارے اس ایوان کے اسکوپ (Scope) سے باہر ہے ۔ اس پر پارلیمنٹ میں بحث ہوسکتی ہے ۔ کاٹن پر آئیل کا جو دھبہ آتا ہے ۔ یا اوس میں جو دوسرا میٹریل ملایا جاتا ہے اوس کی وجہ کیا ہے ۔ ہوسکتا ہے چند مالکان فیکٹری اپنے فائدہ کے لئے کچھ خراب قسم کا میٹریل اوس میں ملاتے ہوں ۔ لیکن ہر مالک تو اس طرح نہیں کرسکتا ۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے پچاس سال پہلے جو مشینری لائی گئی تھی وہی اب تک کام کر رہی ہے ۔ اون کے مالکوں کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ وہ دوسری مشینری خرید سکیں ۔ اگرچیکہ اس بل پر بحث کرتے وقت اون کو اس قسم کی امداد دینے کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا لیکن گورنمنٹ کے سامنے یہ مسئلہ بھی ضرور رہنا چاہئے کہ اون لوگوں کو کس طرح مدد دی جاسکتی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں کر رہی ہے ۔ ہمارے پاس جو آئی - ٹی - یف

موجود ہےاوس کی جانب سے ایسے ھی لوگوں کو قرضہ دیا گیا ہےجو دیوالیہ نکال چکے ھیں اگر اون کی معاشی حالت کو درست کرنے کے لئے بھی کوئی براویژن لایا جاتا تو اعتراض نہیں ھوسکتا تھا ۔ لیکن اس بل کے دیکھنے سے یہ واضح ھوتا ہے کہ باھر کی مارکٹ میں ھماری کاٹن کی ساکھ گرنے کی وجہ سے اس بل کو لایا جا رھا ہے اور اس میں یہ رکھا جا رھا ہےکہ اگر کوئی شخص خراب میٹریل کی ملاوٹ کرے تو پندرہ سو یا پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا جائےگا ۔ لیکن میں کہوں گا کہ محض قانون بنا دینے سے یہ چیز دور نہیں ھوسکتی ۔ بلکہ جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کاشتکاروں کا پروٹیکشن کرنا ضروری ہے۔ اور اوس کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے سرمایہداروں کو جن کے پاس نئی مشنری کو رپلیس کرنے کی استطاعت نہیں ہے مدد دینا چاھئے۔ ھماری کپاس کی تجارت کا حلقہ بہت ھی محدود ہےصرف جاپان ۔ امریکہ یا انگلینڈ ھی کو ھمارا مال بھیجا جاتا ہے۔ اور وہ بھی خاص خاص شرطوں کے تحت ۔ آزادانہ تجارت نہیں ھوسکتی ۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اون لوگوں کی معاشی مشکلات کو دور کرنے کے لئے گورنمنٹ موزوں اقدام کرے ۔ اور آئی ۔ ٹی ۔ یف سے یا کسی دوسرے فنڈ سے اون کی مدد کرے ۔ تاکہ وہ اپنے کاروبار کو ٹھیک طریقہ پر چلا سکیں ۔ اور ھندوستان کا نام باھر کی مارکٹوں میں برقرار رہ سکے ۔ میں اس بل کی مخالفت نہیں کررھا ھوں بلکہ یہ سائیڈ بھی پیش نظر رکھنا چاھئے ۔ اتنا عرض کرتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

श्री. रूक्माजी धोंडीबा पाटील (आष्टी) :—अध्यक्ष महोदय, यह जो बिल आज यहां पर लाया गया है वह काश्तकारों के लिये ज्यादा फायदे का होनेवाला है। ज्यादा तर काश्तकारों पर अिसका असर होता है। पहले जमाने में कपास की पैंदावार काश्तकार करता था और अुसका कपडा भी काश्तकारही बनाता था, जैसे कि महात्मा गांधीजी ने हमें चरखा चलाने के लिये कहा वैसे ही अुस जमाने में काश्तकार यह सब काम करता था और अुससे अुसे रोजी मिलती थी। कपास के बीज निकालने का काम भी काश्तकार अपने घर में करता था, लेकिन बाद में पैसेवाले लोग आगये और अुन्होनें बाहर से मशनरी मंगवाकर जिनिंग और प्रेसिंग की फॅक्टरीज शूरू कीं और काश्तकारों का यहां का धंधा मर गया। नतीजा अिसका यह हुआ कि काश्तकार बेरोजगार होगये। जिस तरहसे अच्छे घी में विजिटेबल घी की मिलावट के बारें में बंबई सरकार ने कायदा बनाया है अुसी तरह से अिस कानून में भी करना चाहिये। आज कपास मे ये बडे बडे लोग बहुत मिलावट करते हैं और अेक तरह का अच्छा कपास मिलता ही नहीं जितनाही नही बल्कि कपास लगाने के लिये जो अच्छे और अेक तरह के बीज मिलने चाहियें वह भी नहीं मिलते हैं। अुसमें भी मिलावट रहती है। जिसके कारण कपास भी अच्छी और अेक किसम की नही मिलती है। हातसे करघे से निकाला हुवा बींज आज कहीं भी नहीं मिलता है। नमुना अेक बींज का बताते हैं और जब बींज खरीदने के लिये जाते हैं तो दूसरे ही तरह का बींज दिया जाता है। अिस पर पाबंदी रखने के लिये और कपासको जो मिलावट होती है जिसकी वजह से बाहर देश में हमारे मालकी कदर कम होती जा रही है, अुसको रोकने के लिये यह बिल लाया गया है। यह बहुत अच्छा हुवा। कपास की कअी जातियां हैं। और हरअेक कसम का अच्छा कपासही बाहर जायें और अिसमें मिलावट न हो, अिस लिये अिस तरह का कानून

लानेकी बहुत जरूरत थी, और जो बींज मिलता है वह भी अच्छा मिलना चाहिये । फॅक्टरियों में सच्चा धंदा करनेवाले लोग तो बहुत ही कम होते हैं। अिस लिये अैसा कानून लाने की बहुत जरूरत थी। मैं यह कहना चाहता हूं कि गव्हर्नमेंट को काश्तकारों के फायदे के लिये भी सोंचना चाहिये। काश्तकार को आज जो मिल से बींज मिलता हैं, अुसमें मिलावट नहीं होनी चाहिये, अिसके लियेभी कानून बनाने की जरूरत है। क्योंकि आज काश्तकारों को अच्छा बींज नहीं मिलता, अिस लिये अुनके पास फसल अच्छी नही आती है। जरीला, या दुसरा अच्छा बींज बताकर अुसमें दूसरा कोअी बींज मिलाया जाता है और बेचा जाता है। कपास की जब गाठ बांधी जाती है तब अुसमें हलका कपास मिलाकर गांठ बनाअी जाती है। अुससे अुन्हें ज्यादा पैसा मिलता है और ज्यादा फायदा होता है। भांडवलदारी पेशे के जो लोग हैं अुनके अुपर अिस कानून से पाबंदी होगी। अुनके अुपर ज्यादा टॅक्स बिठाया जाना चाहिये, यह मेरा सजेशन है। ऑनरेबल मुन्हर ऑफ दी बिल ने यह बहुत ही अच्छा बिल हाअुस के सामने लाया है। अुन्हें अिसके लिये मुबारिक बाद देते हुअे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्री. भगवानराव गांजवे (नांदेड) :—अध्यक्ष महोदय, अिस बिल में जो फॅक्टरी ओनर्स या कारखानदार लोग हैं, अुन्हें ही गुनाहगार माना गया है, लेकिन मैं यह कहना चाहता हूं कि कारखानदार लोग मिक्श्चर करनेवाले नहीं होते हैं। ग्राअिंडिंग मिल (Grinding Mill) वाले जो लोग होते हैं वे किसी भी तरह का मिक्श्चर नहीं करते हैं । अिस लिये यह मिक्श्चर करने की जिम्मेदारी कारखानदार पर आयद नहीं हो सकती। जो कपास खरेदी करने वाले लोग होते हैं वे ही ज्यादा भाव मिलने के लिये अच्छे कपास में खराब प्रकार का कपास मिलाकर फिर जिनींग के लिये या प्रेसिंग के लिये लाते हैं। अिनफिरीयर क्वालिटी (Inferior quality) का कपास सुपीरियर क्वालिटी (Superior quality) में मिलाकर ही कारखाने में लाया जाता है। अिसके लिये कारखानदार कैसे जिम्मेदार हो सकता है ?

شری بی - ڈی - دیشمکھ :— جالنہ مارکٹ میں تودلال وہی لوگ ہیں - اڑھتیہ بھی وہی لوگ ہیں اور کپاس بھی وہی لوگ خریدتے ہیں -

श्री. भगवानराव गांजवे :—यह आपकी गलत फहमी है। मैं भी अेक कपास का बेपारी हूं और अुस का बेपार करता हूं। मैं अच्छी तरह जानता हूं।

شری بی - ڈی - دیشمکھ :—تو آپ معمولی تجارت کرتے ہونگے -

श्री. भगवानराव गांजवे :—मामूली तिजारत नहीं करता हूं। मेरी काफी तिजारत है। कारखानदार अिसके लिये कैसे जिम्मेदार हो सकते हैं, यह मेरी समझ में नहीं आया। बेपारी ही अिनफीरियर क्वालिटी मिलाते हैं, कारखानदारों को अिसके लिये जिम्मेदार नहीं समझा जा सकता। यह मैं आपके सामने रखना चाहता हूं।

Announcement by the Chair

Mr. Deputy Speaker: There are some announcements to be made.

The first is that Amendments to L. A. Bill No. XXVI of 1954, the Hindu Women's Rights to Property (Extension to Agricultural Lands) Bill 1954, to be given by 12 noon tomorrow the 7th September, 1954.

The second announcement is that the Business Advisory Committee at its meeting to-day decided as follows :—

1. The House will meet on 8th September, 1954 at 9 a.m. instead of 2-30 p.m. and will work till 12-30 p.m.

2. There will be no meeting on 10th and 11th September and the House will meet at 2-30 p.m. on 13th September.

3. The Private Members' Business day scheduled for 11th September has been postponed to 20th September and 21st Sept. will also be a Private Members' Business day.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Tuesday, the 7th September, 1954.